پریم بتیسی
لوہاری گیٹ لاہور
۱۹۲۱ء

مکمل ڈراما

لیل و نہار

عرف

خوبیٔ تقدیر

باب پہلا پردہ پہلا

جہاں سیر کا زنانخانہ

(اشتہار بانو اپنے خاوند جہاں سیر کے استنبول سے آنے اور چچا کے
ورثہ لینے کی خوشی میں رتجگا منا رہی ہے، سب عورتیں گا رہی ہیں)

سب کا گانا

تیری عالی شان۔ لایزالی شان۔ واہ کیا دیکھی بھالی شان ۔ واہ کیا ہے نرالی شان۔ تو ہی جاودانی۔ تیری والی شان۔ تیری پیاری پیاری ڈالی ڈالی شان۔
دہر جہاں میں؛ کون ومکاں؛ جلوہ تیرا چھایا سارے جہاں میں۔
آہا! آہا!!
عیاں کہیں کہیں۔ نہاں کہیں کہیں۔ کہاں تیری نہیں دیکھی بھالی شان۔ تیری۔

نثر

عورت ۔ واری بیگم۔ تمہارے خاوند استنبول سے کیا کیا لائے۔
شہناز ۔ اپنے چچا کا ورثہ لائے۔ اپنے چھوٹے بھائی اور بھتیجے کو ساتھ لے آئے۔
دوسری عورت ۔ چھوٹے بھائی تو جہاں کبھی دکھائی نہیں دیئے۔
شہناز ۔ وہ بچپن سے چچا کے ساتھ استنبول ہیں لئے تھے۔ اور ہمارے میاں چچا سے خفا ہوکر لڑکپن ہی میں پردیس کو نکل گئے تھے۔
پہلی عورت ۔ خدا کرے اب سے ہر دم عیش و عشرت رہے۔
دوسری عورت ۔ دیور جیٹھانی کی جوڑی سلامت رہے۔
(سب عورتیں بڑھتے اور ڈھٹکرا اور جو بتاں پہنکر مجرا کرتی ہیں)
سب ۔ بندگی
شہناز ۔ تسلیم۔
سب ۔ (جاتے جاتے) مہربانی عیش جاودانی (ایک طرف سے سب عورتیں جاتی ہیں۔ دوسری طرف سے جہاں سیر آتا ہے۔
جہاں سیر ۔ (شہناز سے) کیوں صاحب رتجگاہ سے فراغت پائی۔
شہناز ۔ جی ہاں رتجگاہ تو ہو چکا۔ اب درگاہ کی منت چڑھانی ہے۔

جہاں سپہر۔ جاؤ منت چڑھاؤ۔ جلدی جاؤ
(فیروز اور انور آتے ہیں۔ آداب بجا لاتے ہیں)

فیروز۔ ابا جان درگاہ کی سواری تیار ہے۔

انور۔ ابا جان میں درگاہ جاؤں گا۔

جہاں سپہر۔ اوہو آپ بھی جائینگے۔ اچھا جاؤ بھئی زیارت کر آؤ فیروز سب نوکر ساتھ جائینگے۔

فیروز۔ جی ہاں ہمایوں بھائی بھی ساتھ آئینگے۔ (ہمایون آتا ہے۔ اور چچی کو سلام کرتا ہے اور شرماتا ہے)

ہمایوں۔ چچی جان آداب عرض ہے۔

شہناز۔ جیتے رہو بیٹا۔ شرماتے کیوں ہو۔

جہاں سپہر۔ نئے آئے ہیں۔ اس لئے شرماتے ہیں ہل مل جائینگے۔ تو نہ شرمائیں گے

شہناز۔ باغ سے آپ اکیلے آئے۔ چھوٹے میاں کو ساتھ نہ لائے۔

جہاں سپہر۔ وہ ابھی تک وظیفہ پڑھتے ہیں۔

شہناز۔ ماشاء اللہ بڑے اللہ والے ہیں۔

جہاں سپہر۔ ہاں رات تھکے ماندے سفر سے آئے۔ وہیں باغ میں سو رہے یہاں نہ آسکے تو جاؤ دیر نہ لگاؤ اچاروں جاتے ہیں۔ باہر سے فلک سپہر کی آواز آتی ہے)

فلک سپہر۔ بھائی جان۔

جہاں سپہر۔ فلک سپہر آؤ لو
(فلک سپہر تسبیح پکڑے آتا ہے۔ سامنے درگاہ جاتے سب کو دیکھکر جکارا تسبیح۔ سفیر جاہ آتا ہے۔ مگر دونوں بھائیوں کو باتیں کرتے دیکھکر پوشیدہ ہو کر باتیں سنتا ہے)

فلک سپہر۔ بھائی ہمایوں کے ساتھ وہ عورت کون ہے۔

جہاں سیر۔ وہ میری بی بی ہے۔

فلک سیر۔ اور دو بیٹے

جہاں سیر۔ میرے لخت جگر ہے

جی جان ہیں جینے کے سہارے ہیں ہمارے
دو بچے ہیں وہ آنکھوں کے تارے ہیں ہمارے

فلک سیر۔ آپ نے شادی کب کی۔

جہاں سیر۔ جب گھر سے سفر کو آیا۔

فلک سیر۔ مگر چچا سے تو آپ نے چھپایا۔ بلکہ وصیت نامہ کے وقت قسم کھائی

جہاں سیر۔ ان سے نہ چھپاتا۔ تو ان کا ورثہ کیونکر پاتا۔ انہوں نے تو صاف کہہ دیا تھا۔ کہ اگر ان کی بے مرضی کسی کو بیاہ لاؤنگا۔ تو حصے ترکے ایک کوڑی بھی نہ پاؤنگا۔

فلک سیر۔ یہ عورت کوئی اہل شان اہل زر کی بیٹی ہے۔

جہاں سیر۔ نہیں ایک اوسط درجہ کے سوداگر کی بیٹی ہے

فلک سیر۔ تعجب ہے کہ مدت تک آپ اپنا نکاح کیونکر چھپا سکے۔

جہاں سیر۔ اس صفائی سے اگر میں چاہوں تو خود سنہنار بھی ثابت نہ کر سکے

فلک سیر۔ ثبوت میں ملاں گواہوں کو لانا ضرور ہے۔ جماعت کو نکاح دکھانا ضرور ہے۔

جہاں سیر۔ وہ ملاں تو گذر گیا۔ ایک گواہ بھی مر گیا۔ دوسرا خدا جانے کدھر گیا۔ کاغذ بھی جل کر خاک ہو گیا۔ وہاں کے ثبوت کا جھگڑا ہی سب پاک ہو گیا۔

فلک سیر۔ پھر کونسی دلیل آئے گی کام راس۔

جہاں سیر۔ ہے اس نکاحنامہ کی نقل میرے پاس۔

فلک سیر۔ بھلا وہ نقل کہاں ہے۔

جہاں سیر۔ کہیں۔ رکھدی ہے یاد نہیں۔ مگر خلاف میرا بیان نہیں۔

اشرف۔ آداب سرکار۔
جہاں سیر۔ اشرف جاؤ اور خشکی گھوڑا تیار کراؤ۔
اشرف۔ حضور وہ گھوڑا بڑا شریر ہے۔
جہاں سیر۔ تو کیا ڈر ہے جاؤ دیر نہ لگاؤ۔
اشرف۔ جو حکم (چلا جاتا ہے۔)
جہاں سیر۔ فلک سیر میں جاتا ہوں۔ قاضی سے صلاح لے کر کل پرسوں تک میں جماعت بٹھاتا ہوں۔
اشرف۔ حضور گھوڑا تیار ہے۔
جہاں سیر۔ لو بھائی میں جاتا ہوں۔ تم آرام کرو اشرف میرے ساتھ چلو۔
سفیر جاہ۔ کیوں جی بڑے نواب نے یہ کیا گل کھلایا بیوی بچے کہاں سے لایا۔
فلک سیر۔ کہتے ہیں چوری سے شادی کی۔ تم نے کس سے سُنی۔
سفیر جاہ۔ کہنے سے کیا فائدہ۔

(اشرف بیدم ہوا آتا ہے)

اشرف۔ حضور گھوڑے نے ستم کیا رکاب میں پاؤں رکھتے ہی میاں کو پھینک دیا۔ دماغ پر چوٹ آئی ہے۔ زبان بالکل بند ہے۔
سفیر جاہ۔ فلک سیر کوئی ثبوت ہے نہ نکاح نامہ ہے (جہاں سیر کو لاتے ہیں)
فلک سیر۔ بیشک آج سے اپنی ملکیت ہے۔ اپنا سب کارخانہ ہے
سفیر جاہ۔ کوئی جاؤ جلد گلاب لاؤ۔
فلک سیر۔ بھائی کیا ہوا کچھ تو فرماؤ۔
سفیر جاہ۔ ہوش ہے نہ حواس ہے اب کیا آس ہے۔
فلک سیر۔ کوئی حکیم کو جلد بلاؤ۔

(جہاں سیر مرتا ہے)

سفیر جاہ۔ حکیم کا اب کیا کام ہے سب کام تمام ہے۔
فلک سیر۔ اشرف شمشار کو بلاؤ۔ کوئی آدمی دوڑاؤ۔

اشرف ۔ جناب کب سے گیا ہے ابھی آتے ہونگے۔
فلک سیر ۔ میرے بھیا میرے والی مجھے کس کو سونپا۔
اشرف ۔ ہائے آج ہی منت اور آج ہی میت ۔
شہناز ۔ میاں کہو تو کیا ہوا۔
فیروز ۔ اباجان جواب دو اماں پوچھتی ہیں کیا ہوا۔
انور ۔ اماں کیوں روتی ہے ابا کو کیا ہوا۔
شہناز ۔ ارے اللہ یہ کیا آفت یہ کیا میت ۔
ہمایوں ۔ ابا چچا تو چل بسے اب چچی کو کچھ دلاسا دو۔
فلک سیر ۔ یہ چچی کہاں سے آئی۔
اشرف ۔ چچی نہیں تو کون ہے۔
فلک سیر ۔ رکھی ہوئی رنڈی ۔
شہناز ۔ اللہ ...
فیروز ۔ چچا جان یہ کیا بہتان ہے۔
سفیر جاہ ۔ تم کیا جانو یہ کیا بہتان ہے ۔ تم نے اپنی ماں کا نکاح دیکھا ہے
شہناز ۔ اے بھائی میں کو حضور حال کی بیاہی ہوں یہ
اللہ جانتا ہے کہ بیاہی ہوئی ہوں میں
فلک سیر ۔ بس بات کو زیادہ نہ طول طویل دو ۔ تم بیاہی ہو تو اپنے
بیاہ کی دلیل دو۔
اشرف ؎ بہر خدا جناب زبان کو اپنی سنبھالئے
اپنے سخن نشان میں ان کی نکالئے
گر بیچ میں پڑونگا ایسے سخن ان کی شان میں
ہرگز قدم نہ رکھونگا میں اس مکان میں
ہمایوں ۔ لے بابا آپ کی ان باتوں سے میت کیا ہے۔
سفیر جاہ ۔ تم کو ان باتوں میں پڑنے کی ضرورت کیا ہے۔

ہمایوں ۔ ماموں جان خدا جانے کس بات سے آپ کی نیت میں فرق آیا ہے مگر یاد رکھئے کہ اس کا نتیجہ برا ہے ۔
فیروز ۔ بابا آپ عدم آباد چلے ۔ اماں کے نام کو یوں بدنام کر چلے ہم سب کو بیرحم چچا کے حوالے میں دیا کیا کیا ۔
ہمایوں ۔ باوا جان میت اٹھوانے کی فکر کیجئے ۔ بھاوج بھتیجے کو دلاسا دیجئے
فلک سیر ۔ بس چپ کوئی بھاوج ہے نہ بھتیجا ہے ۔ آج سے کل ورثہ میرا ہے
(سب افسوس کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں)

باب پہلا پردہ دوسرا

مکان عالم سوز وکیل

(جواہر خان آتا ہے)

جواہر خان ۔ کوئی ہے ۔
دیانت ۔ کون ہے ۔ بندگی جناب آیئے ۔
جواہر خان ۔ ذرا وکیل صاحب کو بلوایئے ۔
دیانت ۔ وہ باہر گئے ہیں ۔ مجھے ارشاد فرمایئے ۔
جواہر خان ۔ ایک نوٹس لکھوانا ہے ۔
دیانت ۔ آسامی کا نام بتایئے ۔ عرضی لکھانے کل صبح تشریف لایئے
جواہر خان ۔ نام شیخ امام ۔ باپ کا نام میاں غلام ۔ گھر کوچہ عبداللطیف میں ۔ آیا خیال شریف میں ۔
دیانت ۔ جی ہاں ۔
جواہر خان ۔ میں کل ضرور آؤنگا ۔

دیانت - جناب ذرا ٹھیرئیے -
جواہر خان - کیا ہے فرمائیے -
دیانت - مجھے اپنی دوکان سے کچھ مال دیجئے اتنا کرم کیجئے - میں کپڑے کی پھیری پھرا کرونگا - چکر مار کے پیٹ بھرا کرونگا -
جواہر خان - اچھا دیا کرونگا مگر پیسے روز لے لیا کرونگا -
دیانت - ضرور بندگی جناب بس ؎

خدا کرے کوئی بندے کی بندگی نہ کرے
جو بس چلے تو کبھی ایسی بے بسی نہ کرے
کسی چاہ میں مدام کا غلام بنے
مگر کسی کے تابع ہو کے نوکری نہ کرے

(عالم سوز آتا ہے - جواہر خاں جاتا ہے)

عالم سوز - دیانت -
دیانت - جی حضرت -
عالم سوز - بس آج سے کوئی ہلکا مقدمہ نہ لینا - ٹھور پونجیوں کو آنے بھی نہ دینا -
دیانت - کیا کوئی بھاری آسامی ہاتھ لگی ہے -
عالم سوز - ہاں فلک سیر کی وکالت ملی ہے -
دیانت - ہاں مگر لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ فلک سیر شہناز کا حق دبانا چاہتا ہے - جو دنیا کے لئے دین کو کھوتے لگا ہے - وہ ساتھ کیا لے جائیگا -
عالم سوز - ساتھ خاک لے جائیگا - یہ کیا بیہودہ سوال ہے -
دیانت - ایمان بچانا انسان کا پہلا فرض ہے -
عالم سوز - خیال ایمان اگر رکھا تو کام تیرا خراب ہوگا - ہمیشہ ناکام ہی رہے گا - کبھی نہ تو کامیاب ہوگا -
دیانت - گستاخی معاف ایسے کاموں سے میں بیزار ہوں دل گواہی نہیں

دیتا لا چار ہوں۔
عالم سوز۔ خیر دیکھا جائیگا۔ مگر ابھی جہاں سیر کے بھائی کے سامنے صاحب مقدمہ کا خلاصہ لیکر آنیوالے ہیں۔ ان کے آگے خوب بڑائی کرنا سنا۔
دیانت۔ جی ہاں سنا مگر مجھے جھوٹ بات نہیں کہی جائیگی طبیعت گھبرائیگی۔
عالم سوز۔ تم آلو کے آلو ہی رہو گے آدمی نہ ہو گے جاؤ جہنم میں جاؤ۔
دیانت۔ راستہ نہیں دیکھا ہے ذرا جبل کے بتاؤ۔
عالم سوز۔ لو یہ نوٹس یہ نوٹس فلک سیر کی طرف سے شہناز کو دلانا ہے۔ نوٹس کرا کے جلد لاؤ مجھے ساتھ لیجانا ہے۔
دیانت۔ بہت خوب جواہر خاں بزاز ایک نوٹس لکھانے کل آئیگا۔
عالم سوز۔ اچھا جاؤ شہناز کا نوٹس تیار کرو۔
سپاہی۔ آداب جناب۔
عالم سوز۔ آیئے کیا ہے فرمایئے۔
سپاہی۔ نواب صاحب سفیر جاہ تشریف لاتے ہیں۔
عالم سوز۔ جی ہاں شوق سے آیئے۔ دیانت۔
دیانت۔ جی حضرت۔
عالم سوز۔ دو کرسیاں شتاب لاؤ۔
دیانت۔ لایا جناب۔
عالم سوز۔ آیئے قبلہ بندگی۔
سفیر جاہ۔ آداب۔
عالم سوز۔ بڑی تکلیف اٹھائی عالی جناب۔
سفیر جاہ۔ چلئے نواب نے بلایا ہے۔
عالم سوز۔ جنہوں نے میرے اوج پایا ہے۔
سفیر جاہ۔ ہے تجسس نکاح نامہ کی۔ ڈھونڈنے چلئے آپ بھی جلدی آپ سب یقین رکھتے ہیں۔

عالم سوز۔ ہیرے کو جواہری پرکھتے ہیں۔ دیانت۔
دیانت۔ ابھی حضرت۔
عالم سوز۔ چمن خان کہاں گیا۔
دیانت۔ گلشن خان کی دعوت میں۔
عالم سوز۔ اور لطافت۔
دیانت۔ شرافت کی میت میں۔
عالم سوز۔ سوسن کدھر گئی۔
دیانت۔ اپنے گھر گئی۔
عالم سوز۔ اور زعفن۔
دیانت۔ کل مر گئی۔
عالم سوز۔ آ ر ر ر اچھا پان بنا لاؤ۔
دیانت۔ پاندان کی چابی زعفن کے پاس رہ گئی۔
سفیر جاہ۔ جناب تکلیف نہ فرمایئے۔ چلے آیئے۔
عالم سوز۔ کیا کروں جناب آج پہلے پہلے آپ کا آنا ہوا۔ مگر عجیب اتفاق ہے کہ ہر نوکر ادھر ادھر روانہ ہو خیر شربت لاؤ۔
دیانت۔ شربت کا شیشہ ٹوٹ گیا۔
عالم سوز۔ اچھا جوڑی تیار کراؤ۔
دیانت۔ دونوں گھوڑے ماندے ہیں۔
عالم سوز۔ دونوں۔
دیانت۔ جی ہاں ایک لنگڑا ہے۔ دوسرے کا پیٹ پھولا ہے۔
سفیر جاہ۔ قبلہ میری گاڑی میں آیئے۔ دیر نہ لگایئے۔
عالم سوز۔ اچھا ٹوپی لاؤ۔
دیانت۔ لایا حضور نہ کانا گھوڑا نہ لنگڑی گھوڑی مگر حکم کیا کہ تیار کراؤ جوڑی۔

سفیر جاہ - آدمی بڑا ایکا ہے۔
دیانت - لیجئے حضور۔
عالم سوز - چلئے عالیجاہ۔

(سب کا جانا)

باب پہلا پردہ تیسرا

مکان جہان سیر کا

اشرف - افسوس اس آخری صندوق میں بھی نکاحنامہ نہ ملا۔
عالم سوز - نہیں تم بھی گواہ رہنا۔ شمشاز سے کہنا۔
فلک سیر - میں نے تو پہلی جانا تھا۔ کہ نکاحنامہ فقط بہانہ تھا۔
اشرف - تو کیا ان بیچاروں کا کوئی سہارا نہ ہوگا۔
فلک سیر - کیوں نہیں مگر حصے ترکے میں ان کا اجارہ نہ ہوگا۔
عالم سوز - جناب لیجئے ان کاغذوں کو بھی بند کیجئے مہر لگا دیجئے۔
فلک سیر - عالم سوز۔ کیا مہر لگائیں۔ جی پر جو گذرتی ہے کیا بتائیں۔
اشرف - جھوٹے کے منہ میں خاک۔
فلک سیر - کیوں بھائی کچھ کہنا ہے۔
اشرف - جی ہاں یہ فرمائیے کہ بڑی سرکار کے نوکر چاکر بحال رہینگے یا جواب پاوینگے۔
فلک سیر - بھائی نوکر رہینگے۔ تو بھائی کی یاد دلائینگے۔ ہمارے دکھے دل کو اور دکھائینگے۔
اشرف - بیشک اور اس بھاری ملکیت کے ملنے کی یاد دلائینگے۔
فلک سیر - بے ادب بدگمان دو کوڑی کا آدمی اور گز بھر کی زبان۔

اشرف ۔ بیشک میں دو کوڑی کا مزدور ہوں۔ مگر ایمان کا سچا وفادار ا
پر مغرور ہوں۔

فلک سیر۔ نکل جا میرے مکان سے عالم سوز حساب چکا دو۔

اشرف۔ بڑی عنایت ہے مجھے خود ایسی جگہ سے نفرت ہے۔

عالم سوز۔ باہر بیٹھو میں آتا ہوں تمہاری باقی تاقی دلاتا ہوں۔

فلک سیر۔ عالم سوز اس آتش غم کو کیونکر بجھائیں۔

عالم سوز۔ اس گرم پانی سے بجھایئے۔

فلک سیر۔ کیسی بشر کی یہ زندگی ناپائدار ہے۔ آہا یہ شراب بہت
خوشگوار ہے۔

عالم سوز۔ ؎ شیراز کی ہے شیریں ہے لال ہے
زاہد کو بھی اگر یہ ملے تو حلال ہے

فلک سیر کا گانا

واہ پری پیاری انسان کی خالی جانی ہے جانی کہتے ہیں ہم تو ایمان
کی۔ واہ رے جان بیٹرے جو ین پہ جس نے قربان کی راہ لی۔ اس
کے ارمان کی واہ مشکل آسمان کی کہتے ہیں ہم تو ایمان کی۔ واہ
بھوتی دنیا داری فانی دو دن کی ساری شان۔
پی پیالہ تو غم مٹا تو جب تک ہے تن میں جان۔ کس کی رہی اور کس
کی رہجائیگی۔ بندے مرجائینگے۔ اور وسکی رہجائیگی۔ من کی
مانی شراب۔ فرحت بانی شراب پیاری جانی شراب پیلے
دھانی شراب۔ جتنی انسان کی دشمن ہے جان کی کہتے ہیں ہم تو
ایمان کی۔ واہ پری پیاری۔

زبانی

یار عالم سوز شراب کے ساتھ کباب ہوں تو مزا ہے۔

عالم سوز۔ واللہ آپ نے تو میرے جی کی کہی۔ کوئی ہے ادھر آؤ۔

نوکر۔ جناب۔
عالم سوز۔ تھوڑے سے کباب لاؤ۔
نوکر۔ بہت خوب۔
فلک سیر۔ افسوس فرض اپنا بہت دردناک ہے بھائی کی اس جدائی سے دل چاک چاک ہے۔
نوکر۔ میاں کباب۔
عالم سوز۔ لاؤ شتاب۔
فلک سیر۔ ہائے دنیا و بنیا آخر مرنا۔
عالم سوز۔ صاحب اب غم سے باز آیئے۔ غم کے بدلے کباب کھایئے۔
فلک سیر۔ عالم سوز نوٹس کہاں ہے۔
عالم سوز۔ یہ لیجئے یہ ہے۔
فلک سیر۔ اسے یہیں رکھ جائیں شہناز آکر پڑھ لیگی۔ غرض ہو گی تو میرا بنا رکھا وظیفہ قبول کریگی۔ چلو ذرا دل بہلائیں۔ ٹھنڈی سڑک کی ہوا کھائیں۔
عالم سوز۔ بہت مناسب کوئی ہے۔
اشرف۔ بندہ آپ کے انتظار میں ہے۔
عالم سوز۔ کوئی گاڑی تیار ہے۔
اشرف۔ فیروز جاہ کی جو گاڑی تیار ہے۔ مگر ان کی اجازت درکار ہے
فلک سیر۔ کون فیروز جاہ عالم سوز بے ہمارے حکم کے کوئی چیز باہر جانے نہ پائے بلکہ کوئی ہاتھ بھی نہ لگائے۔
عالم سوز۔ بہت خوب چلو جاؤ۔
فلک سیر۔ یہ محل بھی اب رنج کا گھر ہے۔ اسے سنہر بھائی کے ہاتھ بیچ ڈالونگا۔
عالم سوز۔ بہتر ہے۔

فلک سیر۔ کیا کروں نصیب کی بڑائی ہائے بھائی بھائی۔
عالم سوز۔ ارے پھر یاد آئی دنیا اور لو دوائی۔
فلک سیر۔ پھر جاؤ ساتھ لے آؤ (ریاضتی ہیں)
اشرف۔ بس اب ان سب اپنا نون کا نمک کھاتا کو یا اپنے ایمان کے گلے پر ظلم کا خنجر چلانا ہے۔ بہتر ہے کہ کہیں اور محنت مزدوری کرکے کماکھاؤں اور جہاں تک ہوسکے اپنے آقا کے بیوی بچوں کے ضرور کام آؤں۔

گانا

یہ دنیا مکاری سے بھری ہے۔ دنیا ست دو دن جس کا نام
جو ظاہر میں دیکھے سو جان ست مان ہے باطن سے اس کو
کیا ہے کام۔
کیا جانے کیا کھو دی لیا کرتا ہے۔ اپنی ہی دھن ہیں خاص و عام
سب کو ہے مطلب اپنی ہی شان سے دھیان سے پیارا ہے
اپنا آرام۔
یہ دنیا جو ہے ساری مطلبی۔ یہ ہے تماھوار کون دیا مطلبی۔
اس میں کھٹ سٹ پیٹ جھگڑا جھنجھٹ ہر ڈھب کی۔
کاٹ پھانسی جس کا ہے انجام۔ اس کے پھیندے میں پڑنے سے
خواری ہے سب کی۔
یار و سنتے ہو کیا خواری ہے سب کی۔ یہ عیار و نکی عیار یہ
مکاروں کی مکار کون دنیا مطلبی۔

(شہناز محمود کے آتی ہے)

شہناز۔ کیوں بھائی فلک سیر کدھر گئے۔
اشرف۔ ہوا کھانے گھنٹہ گھر کی سیر گئے۔
شہناز۔ بیٹا دیکھا ست ذرا ابھی ہما ادھیان نہیں۔

فیروز - اماں تمہارے نام کا یہ خط رکھا ہے۔
شہناز - میرے نام کا خط پڑھو تو بیٹا کیا لکھا ہے۔
فیروز - مخدومی شہناز بیگم سلامت افسوس ہے کہ بھائی کے کنبے میں تمہارا حق حلال پایا نہیں جاتا۔ نکاحنامہ جس کا بھائی نے ذکر کیا تھا۔ وہ بھی ہاتھ میں نہیں آتا کہ جس سے میں خاندان میں بلاتا اماں خدا کرے اس خط لکھنے والا اس وقت میرے سامنے ہوتا تو اس نالائق کو تحریر کا مزا چکھاتا۔
شہناز - بیٹا کلیجہ کھڑا کرو آگے پڑھو۔
فیروز - اب تمہارا اس مکان میں رہنا ہماری تمہاری آبرو کا اندیشہ ہے۔ اس واسطے تم کہیں اور جاکر رہو گی تو بہتر ہوگا۔ اپنا پتہ مجھے دیتے رہنا میں تمہارا وظیفہ دیتا رہونگا۔ تمہاری خبر لیتا رہونگا والسلام۔ راقم فلک سیر
اماں خدا ہم بھوکے کہیں مرینگے فاقہ کرینگے۔ مگر اس موذی کا وظیفہ کبھی نہ لینگے۔ بس آج سے اس مکان کو سلام ہے۔ یہاں کا دانہ پانی ہم پر حرام ہے۔
شہناز - آفرین خدا بیٹا دے تو ایسا دے۔
فیروز - اماں جان دل بار بار گواہی دیتا ہے کہ تمہارا نکاحنامہ اسی گھر کہیں رکھا ہے۔
اشرف - صاحب آپ کے چچا نے تمام تلاش کرایا۔ ساری تلاشی میں پاس رہا۔ لیکن کہیں نہ پایا پاس رہا۔
فیروز - بھائی شاید تقدیر کے ... یا ظالموں نے نہیں دغا دی ہو جب تک میں خود تلاش نہ کرونگا۔ کبھی چین نہ پاؤنگا۔
شہناز - بیٹا صندوق بٹاری پر مہر لگا دی ہے۔ اب کیونکر تلاش ہو سکتی ہے۔

فیروز۔ مہر لگادی تو کیا ہوا۔ اماں جس جس چیز میں تمہاری آبرو وہ ہووہ چیز اگر فلک سیر کے صندوق میں بند ہوا ور اوس پر فولادی مہر لگادی ہو تو ابھی میں تامل نہ کرونگا۔ یہ بکس ضروری کاغذوں کا ہے۔ شاید اس کے چور خانہ سے نکل آئے۔

نوکر۔ خبردار بکس کو ہاتھ نہ لگاؤ

فیروز۔ کیوں تو کون ہے روکنے والا۔

نوکر۔ ہم چھوٹے نواب کی طرف سے نگہبان ہیں۔

فیروز۔ ہم نواب زادے ہیں۔ اور مالک مکان ہیں

نوکر۔ یہ بیجا گمان ہے مالک نواب فلک سیر عالیشان ہے۔

فیروز۔ نمک حراموں کل تک تم ہماری جوتیاں اُٹھاتے تھے۔

نوکر۔ جی ہاں وہ دن گئے جب خلیل خان فاختہ اُڑاتے تھے۔

انور۔ اماں دیکھو چچا کے نوکر کہتے ہیں کہ تمہارا لٹو تمہیں نہیں ملیگا۔

شہناز۔ بیٹا صبر کرو خدا دوسرا لٹو دیگا۔

انور۔ اماں کیوں رو تی ہے۔ میں لٹو نہیں مانگتا۔

فیروز کا گانا

بارے خدایا راہ اسا دکھا یاری ہوے طالع میرا جب دکھ
آئے جان پر جائے چین قرار۔ ایک میان میں رہ نہیں
دو تلوار۔ پھر اکیسا مارا مارا ہوا سینہ پارہ پارہ ہے کوئی
چارہ نہیں کہیں بتایا۔ بارے

باب پہلا پردہ چوتھا

دیوان خانہ

فلک سیر۔ گل اندام بھائی نے حال میں ایک گاؤں خریدار تھا۔ اس کا نام

فیروز آباد رکھا تھا۔ مگر فیروز سے اب کچھ تعلق نہ رہا اس لئے آج جلسے میں
فیروز آباد ہمایوں نگر ہو تو اچھا۔

گل اندام۔ بیشک اچھا اس میں کیا پوچھنا۔

ہمایوں۔ ناحق اس پہ نام کیوں میرا ہو جس پہ میرا حق نہیں
حق ہووے چچا کا تو ان کے بیٹے مستحق نہیں
سب ملکیت ان کی اور ملکیت اب چچا کی ہے
ناحق ان کے حق پہ پھر نگاہ پہ کسی کی ہے

فلک سیر۔ ان کا حق عدالت سے باطل ہوا سارا ہمیں اور تمہیں حاصل ہوا

گل اندام۔ اسے پھر آج اتنی خوشی کے دن یہ کیا حجت نکلی ہے۔

ہمایوں۔ اماں تم بھی بال بچوں والی ہو۔ اس بچے والی بیکس بیوہ کو ستاؤ
اسے گھر بلاؤ خاندان میں ملاؤ۔

گل اندام۔ بس بس ایسی بھیانک باتیں مجھے نہ سناؤ تو جانتا ہے کہ میرا کلیجہ بڑا
بھاری ہے۔ میری مینا مر گئی تھی تو میں کتنا روئی تھی۔

ہمایوں۔ مینا مر گئی تھی تو کتنا کس کیا جیٹھانی کے بچوں پہ ذرا رحم نہ آیا۔

گل اندام۔ ایک نرالی کو رکہنے میں شرماتی ہوں نہیں جانتا ہے میں چلی
جاتی ہوں۔

گانا

میں ایسی ہلکی سمجھے ہاری رے۔ تیری بیٹے کی خالی منے
مدت ہاری رے۔ مورے بلیاں دیکھی نرچھیان۔ تیری نرالی
چال ہے پیا ہی رے۔

دوہرا

امیر کے ہیں آرام دلکشا کے لئے غریب دہر میں پیدا ہوا بلا کیلئے
میری بلا نہ کرتا ہے اپنی سرا کیلئے خدا کا واسطہ دیتا ہے کیوں خدا کیلئے
میں ایسی ہلکی سمجھے ہاری۔

سفیر جاہ - صاحبزادے ماں باپ کی صلاح مانو اپنی بھلائی پہچانو۔
ہمایوں - ماموں میں کبھی نہ مانونگا۔ اپنی بھلائی سے پہلے ان غریبوں کی بھلائی اپنا فرض جانونگا۔ باواجان بھی بہت سخت بیمار ہے۔ اس کے گھر جانا اس کی تیمار داری کرنا آپ کو فرض ہے۔
فلک سیر - میں ان کی خبر لینے ہرگز نہ جاؤنگا۔ زنہار نہ جاؤنگا۔
ہمایوں - خیر آپ جائیں یا نہ جائیں مجھے جانے دیجئے۔ اپنا فرض بجالانے دیجئے۔
فلک سیر - یہ لڑکا تو بڑا نادان نافرمان نکلا جس کی بھلائی کے لئے میں انتہا کرتا ہوں سونا لایق نکلا۔
عالم سوز - جناب سچ ہے کچھ سیکھئے ذرا دلایتی شربت پیجئے۔
فلک سیر - بھائی سفیر کسی کو دوڑاؤ دیکھو چلا نہ گیا ہو تو سمجھا بجھا کے یہاں لاؤ۔ ادر یار برخاست ہوتا ہے باقی سفیر جاہ جاتا ہے
سفیر جاہ گھوڑا ہے۔
لطیفن - سو رہی ہیں میں لطیفن تمہاری بیوی تمہار ستم کی ستائی تمہاری تلاش میں آئی۔
سفیر جاہ - کون لطیفن۔
لطیفن - ہاں لطیفن۔
سفیر جاہ - تو حیات ہے۔
لطیفن - حیات رہنا کچھ بڑی بات ہے
سفیر جاہ - میں تو جانتا تھا تو مرگئی۔
لطیفن - تمہاری نظروں سے اوتر گئی۔ جہان سے گذر گئی۔
سفیر جاہ - ارے یہ یہاں کیوں چلی آئی۔
لطیفن - ساتھ رہنے یا دغا کا بدلا لینے۔
سفیر جاہ - پتہ کس نے بتایا یہاں کون لایا۔

لطیفن۔ اکرام نے بتایا وہ بھی تجھ سے عوض لینے آیا۔
سفیر جاہ۔ وہ مجھ سے کیا عوض لیگا۔
لطیفن۔ جسے تم نے خراب کیا وہ تمہیں چھوڑ دیگا۔
سفیر جاہ۔ لطیفن پہلے میں تجھ پر ایسا لبھایا کہ اکرام سے تجھ کو چھوڑایا اور زور سے اپنے نکاح میں لایا۔ مگر جب لڑکی پیدا ہوئی۔ تو میں استمبول سے بغداد چلا آیا۔ کیونکہ تو ایک ماسن ہے۔ اور میں شریف زادہ ہوں۔
لطیفن۔ لعنت ہے۔ اس نواب اور امیر کی جوانی پر جو ایک غریب لڑکی کو پھسلانے بہکانے اور پھر فریب دیکے بھاگ جائے۔
سفیر جاہ۔ میں دھیان کروں تیری چاہ کا یا تیری کمینی چاہ کا۔
لطیفن۔ تم دھیان کرو اپنے گناہ کا اور اپنے قول و قسم کے نباہ کا۔
سفیر جاہ۔ قسم کھانے کو بنی ہے۔ بات نبجانے کو بنی ہے۔
لطیفن۔ وہ قسم وہ قول وہ اقرار کیا تھا کچھ نہ تھا۔
سفیر جاہ۔ کھل گئی آنکھیں تو تیرا پیار کیا تھا کچھ نہ تھا۔ جو ہوا سو ہوا اب خدا کے لئے جا میری فضیحتی نہ کر۔
لطیفن۔ جاؤں کہاں اب تو اکرام کے گھر سے دل افروز کو بھی لاتی ہوں ماں بیٹی یہاں رہتی ہیں اور مرکے جائینگی۔
سفیر جاہ۔ لطیفن میں تم دونوں کی پرورش کرونگا۔ مگر اپنے پاس نہ رکھونگا کچھ دیکے اسے جا پھر میں او رو ونگا
لطیفن۔ میں نہ لونگی ایسے مال پر نہ تھوکونگی۔
سفیر جاہ۔ جا جہنم میں۔
لطیفن۔ کہاں چلے۔
سفیر جاہ۔ مجھے چھوڑ دے۔
(لطیفن جان توڑتی ہے۔ سفیر جاہ جبرت سے یکھتا ہے)

باب پہلا پردہ پانچواں

نسترن کا مکان

(داخل ہونا نسترن کا اشرف کی یاد میں)

گاتا نسترن

ہائے مورا سیاں ابھی تک نہ آیا - اسے کس نے چھلایا بہکایا بھولا

دوہرا

میں تڑپتی ہوں یہاں اس کو خبر کچھ بھی نہیں
کیا میرے نالۂ سوزاں میں اثر کچھ بھی نہیں
ملتفت وہ میری جانب ذیر نظر کچھ بھی نہیں
دیکھنے میں وہی آنکھ ہے نظر کچھ بھی نہیں

کون سوتنیاں سے نیناں لگایا - جیا مورا مرجھایا - کملایا - گھبرایا -
مورا سیاں ابھی تک نہ آیا -

زبانی - جمعہ جمعہ آٹھ سنیچر نو اتوار دس لید میاں اشرف آج صبح آئے مگر پھر جو غائب ہوئے تو ابھی تک تشریف نہ لائے مرد بلا کبھی اپنی شرارت سے باز نہ آئینگے - ہمیشہ عورتوں کو ستاتے آئے ہیں ستاتے جائینگے -

اشرف - جانمن - گلبدن -

نسترن - بس بس بکے نہ چال نہ دکھائیے ہوا کھائیے -

اشرف - مزاج کا چولہا سلگا - کیوں بی خیر تو ہے -

نسترن - جاؤ کسی بابلی کو اور بہلاؤ گے -

اشرف - اب تیل گرمائی ابھی کچھ کہو تو سمجھو -

اشرف ۔ صبح کا بھولا شام کو آئے اسے بھولا نہیں کہتے ۔
نسترن ۔ اچھا بتائیے آپ کہاں گئے تھے ۔
اشرف ۔ نئی سڑک پر ۔
نسترن ۔ کس کے گھر ۔
اشرف ۔ وہ جو موتی ہے ۔
نسترن ۔ موتی ہے وہ کون میری سوتن ہوتی ہے ۔
اشرف ۔ سوتن اری بدظن سوتن نہیں وہ موتی چند ۔
نسترن ۔ اجی وہ موتی چند نہیں موتی جان مجھے نہ اڑائیے میں سب جانتی ہوں
اشرف ۔ توبہ ۔
نسترن ۔ ہنسو ہنسو کوئی روئے تم ہنسو ۔
اشرف ۔ کوئی ناحق روئے تو کیوں نہ کوئی ہنسے اچھا جانے دو رنج نہ کرو
نسترن ۔ ہٹو ہاتھ نہ لگاؤ ابھی تو ہماری تمہاری فقط منگنی کی نسبت ہے
ابھی سے تمہاری یہ گت ہے ۔
اشرف ۔ غرض باہر سے کیا ہم کو ہے ان طوروں سے کیا نسبت ہوئی
جب آپ سے نسبت تو پھر اوروں سے کیا نسبت ۔
نسترن ۔ یہ چونچلے اپنے رہنے دیجئے ۔ بس دور سے بات چیت کیجئے
اشرف ۔ خفا ہو اٹھ جاؤ ایک بوسہ تو نگالے لو ۔ ادھر گر نہیں لیتے
تو اچھا ادھر کا لے لو ۔
نسترن ۔ بوسہ بھی لیا تو کیا ملیگا ۔ اس بوسے میں کیا خدا ملے گا
گھر کا بوسہ برا ملیگا ۔ باہر ہی بڑا مزا اسے ملے گا
اشرف ۔ پھر وہی باتیں پھر بدگمان اور صلواتیں لو اب ذرا ہنس دو
وہ ہنسی آئی ۔
نسترن ۔ ارے جاؤ مسخرے سودائی ۔
اشرف ۔ وہ لو منہ میں گھس گئی ہنسی ہنس پڑی آؤ گلے لگاؤ ۔

نسترن ۔ میری جوتی بھی گلے نہ لگائیگی۔
اشرف ۔ نہ لگاؤگی۔
نسترن ۔ نہیں۔
اشرف ۔ ابھی لگاؤگی اور پھر لگاؤگی۔
نسترن ۔ کچھ زبردستی کا سودا ہے۔
اشرف ۔ کیوں نہیں دیکھتی ہو یہ کیا ہے۔
نسترن ۔ سونے کا کنٹھا۔
اشرف ۔ تمہاری سالگرہ کا تحفہ۔
نسترن ۔ ہمارے لیے۔
اشرف ۔ ہاں تمہارے لیے۔
نسترن ۔ آہا میری جان میں قربان۔
اشرف ۔ ہاں اب میری جان اور میں قربان۔
نسترن ۔ میری جان خطا معاف کرو۔ اور اپنی شادی کا کچھ سامان کرو۔
اشرف ۔ اپنی شادی کی فکر کے جھنڈے تو بہت گڑے ہے مگر سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ جب جہاں سیر کی بیوی بچوں کا کام ہوگا۔ تو اپنے نکاح بیاہ کا کچھ انتظام ہوگا۔

گانا

آج گلشن پہ جوبن ہے آیا ہوا۔ گلشن کا جوبن ہے تیرا ہی درشن ہے درپن میں چھایا ہوا آج۔
تو ہے میری جان پیاری پیاری کماری نارساں اور واہ
اُن آلی بالی ساری آؤ پیاری فیاں کٹاری۔
چہرے پہ روغن ہے مکھڑا بھی روشن ہے ہر تن گرمایا ہوا۔ آج
(دونوں کا گاتے گاتے اندر جانا)

پردہ گرتا ہے

باب پہلا پردہ چھٹا

مکان شہناز

(شہناز کا حالت نزع میں نظر آنا)

گانا فیروز کا

دہیرو دہیر ہاں غم نہ کھا ہیں جگر دل جلا۔ والی تیرا ہے خدا۔ دہیر
غم تیرا وہی مٹائیگا آسے بلا ہے ملا کرنی جفا ہمیں اسی کا آسرا والی

دوہرا

کوئی عزت سے ملتا ہے کوئی ذلت سے ملتا ہے
خدا جس سے ملتا ہے اسی ملت سے ملتا ہے
نہ کثرت سے ملتا ہے نہ دولت و ثروت سے ملتا ہے
جو ملتا ہے بشر کو اپنی ہی قسمت سے ملتا ہے

(جواہر خان آنا)

جواہر خان۔ فیروز کچھ دوا دلاؤ گے یا آج بھی بالا بتاؤ گے۔
شہناز۔ بھائی کچھ روز اور ٹھہر جاؤ۔ ہمارے حال پر ترس کھاؤ۔
جواہر خان۔ بیوی ترس کھانے سے پیٹ نہیں بھرتا۔ لاؤ کچھ دلا آجکل ہوں تکلیف میں۔ آیا خیال شریف میں۔
عالم سوز۔ بندگی۔
جواہر خان۔ بندگی جناب آپ بیٹھے جائیے سلام قبول کیجئے۔
عالم سوز۔ بندگی جواہر خاں آپ کہاں۔
جواہر خان۔ کرایہ کے لئے آیا تھا جب سے ایک پیسہ نہیں پایا
عالم سوز۔ یہ ماں بیٹے مان جائیں۔ تو پھر آرام پائیں۔

فیروز۔ وظیفہ لیکر باپ کی آبرو مٹائیں۔ ماں رکھی ہوئی رنڈی ثابت کرائیں۔
عالم سوز۔ ثابت کراتے ہیں اب کیا۔ ہاں اب تو عدالت سے بھی ثابت ہو چکا۔
جواہر خان۔ تو بھائی روپے دلاؤ کرایہ چکاؤ۔ میں چکا ہوں کہ اب تاب نہیں
اس نحیف میں۔ آیا خیال شریف میں۔
فیروز۔ خاں صاحب تاب نہیں تو میرا اسباب اٹھا لیجائیے۔
جواہر خان۔ میاں تن پہ نہیں لتہ نہ پیٹ کو بھتہ پھر بھی مزاج تتا۔
عالم سوز۔ دولت گئی تمکنت گئی۔ پھر بھی نہ تمہاری شیخت گئی۔
فیروز۔ دولت گئی تو جان کی پرواہ نہیں رہا
راحت گئی غم اس کا بھی اصلاً نہیں ہیں
عالم سوز۔ تم نام پہ مرو یا دام پہ مرو۔ مگر نواب کی خواہش ہے کہ انور کو ہمارے
حوالے کرو۔
فیروز۔ انور کو ہمارے چھوٹے بھائی کو۔ کس لئے۔
عالم سوز۔ اس لئے نواب اور بیگم کو اس پر بہت پیار ہے۔
فیروز۔ جب ہماری ماں سے عار ہے۔ اور میرے ملنے سے انکار ہے
تو ہمارے بھائی سے کیا سروکار ہے۔
عالم سوز۔ بھئی باتیں نہ کرو۔ کچھ لے لو اور انور کو دیدو۔
فیروز۔ تمہارے نواب تو کیا اگر شہنشاہ آئیں تو قارون کا خزانہ ہمراہ
لائیں تو اسے بھی ہم پاپوش پر اڑائیں۔
جواہر خان۔ ہاں پیٹ خالی مگر مزاج عالی آیا خیال شریف میں۔
عالم سوز۔ فیروز ہاں جاؤ۔ عزو جاہ کو ہاتھ سے نہ گنواؤ۔
فیروز۔ ایسے عزو جاہ کی ہرگز ہوس کرتے ہیں
مرمٹے تو کیا ہوا پر مال پہ مرتے نہیں
عالم سوز۔ فیروز اگر نہ مانوگے۔ تو تکلف اوٹھاؤگے۔
فیروز۔ بس دروازہ کھلا ہے جاؤ۔ میرا سر نہ پھراؤ۔

عالم سوز۔ ہاں اچھا جب تو جانیگے مگر تم کو ایکیے جانیگے۔ لاؤ عدالت کے خرچہ کے دو سو روپیے چکاؤ یا تو جیل میں جاؤ۔
شہناز۔ ارے نہیں خدا کے لئے ایسا ستم نہ ڈھاؤ کچھ روز صبر فرماؤ۔
عالم سوز۔ تم اپنا فرض بجالاؤ (سپاہیوں سے کہتا ہے۔
سپاہی۔ چلیے جناب۔
اشرف۔ کبھی نہیں جائینگے۔ کتنے روپے ہیں ہم چکائینگے۔
عالم سوز۔ تو کون ہے چکانے والا۔
اشرف۔ ادنیٰ نوکر دکھ میں کام آنیوالا۔
جواہر خان۔ میرے پچاس بھی چکا دو میں بھی ہوں تکلیف میں۔ آیا خیالِ شریف۔
اشرف۔ پچاس اس میں سے لیجئے باقی بچے سو اپنے پاس رہنے دیجئے یہ اسی گھر میں رہا کیجئے۔ کرایہ ہم دیا کریں گے۔
جواہر خان۔ آفرین اس وفا پہ آفرین میں ایک قصیدہ لکھونگا آپ کی تعریف آیا خیالِ شریف میں۔
فیروز۔ ادہر لاؤ سکے مجھے دو چلو مجھے لے چلو۔
اشرف۔ کیوں کس لئے انکار ہے کیا غریب کے پیسے سے عار ہے
فیروز۔ بھائی قید رہونگا چکی پیسونگا۔ مگر تمہارے محنت مشقت کے دام اپنے کام میں نہ لاؤنگا۔ خاں صاحب تم بھی پھیر دو۔
جواہر خان۔ ارے میاں مجھی پھیر دینا داخل نہیں تعریف میں۔ آیا خیالِ شریف میں۔
فیروز۔ نہیں مجھے ایسی بھیک منظور نہیں ہیں آپ کی جوتیاں اوٹھاؤنگا نوکری کرونگا۔ آپ کا دیں بھرونگا۔ مگر روپے نہ لونگا۔
عالم سوز۔ سپاہیو چلو یہ حال نواب سے کہینگے۔ جیسا وہ حکم دینگے ہم ویسا کریں گے۔

جواہر خان۔ فیروز آفرین بڑے اشراف ہو بھائی تو بیٹیا یوں روپے نہیں دیئے جاتے ہیں تو میری دوکان پر آؤ میں تنخواہ دونگا۔ تنخواہ میں سے کرایہ وصول کرونگا۔

فیروز۔ مہربانی آپ نے بڑی عنایت کی میری تکلیف میں۔

جواہر۔ کچھ نہیں ضرور آنا آیا خیال شریف ہیں۔

فیروز۔ جی ہاں۔

اشرف۔ صاحبزادے جو کچھ تھا آپ ہی کا تھا۔ اس میں شرمانا بیجا تھا۔

فیروز۔ کام آنے والے اور کے گر ہوں تو ایسے ہوں
اگر دنیا میں کوئی خیر خواہ ہوں ایسے ہوں

شہناز۔ بر راہ ہم نے اپنے مقدر کی پائی سبند
کام آئے یار دوست نہ کام آئے بھائی بند

اشرف۔ کھا کر نمک جو حق نہ نمک کا ادا کرے
دونوں جہان میں اس کو غارت خدا کرے

شہناز۔ اشرف بعد مدت کے تم نے آج خبر لی۔ کیا تم نے بھی نظر موڑ لی

اشرف۔ بیگم نراس نہ ہو حواس نہ کھو ایک دن ضرور میں تمہارا منہ اجالا کرونگا۔ نکاحنامہ کا پتہ لگا کر تمہارے حریف کا منہ کرونگا۔

فیروز۔ اماں اماں جان ہائے (روتا ہے)

باب پہلا پردہ ساتواں

دوکان جواہر خان

گانا جواہر خان

کیا جانے کون خطا تھی کہ جان نے پایا یہ فانی بدن۔ لیا جائے۔

پیٹ پاپی ہے پورا جینڈال بڑا اپیچھے کیا بھاری جنجال۔
نہیں پایا دم بھر چین انسان نے۔جلے
پیدا ہوں پیسے جان کو مار کھانے کو تیار۔ فالتو چار چار۔
ستم کیا ڈالا یزدان نے۔ رجان نے۔
کہیں مرگی ہے ہر سال کہیں مہنگی دو کہ کال کہیں جنگ وجدال
کہیں کھیتی ہے پامال۔ نہیں پایا۔

فیروز۔ آداب عرض ہے۔
جواہر خان۔ آو بھائی آداب کیوں منہ کیوں اترا ہے۔ کچھ تازہ ملال ہے۔ کیا خیال ہے۔
فیروز۔ ماں کے ملال کا رات دن خیال ہے۔
جواہر خان۔ کونسا گلزار ہے جس میں خزاں آتی نہیں
وہ کلی کونسی ہے جو کھل کے مرجھاتی نہیں
فیروز۔ سچ ہے۔
جواہر خان۔ بھائی صبر چاہئے تکلیف میں آیا خیال شریف ہیں
فیروز۔ راست ہے جناب مہربانی فرما کر دو وقت کے بدل مجھے ایک وقت کھانا دیجئے۔ پہننے کو پھٹا پورا کپڑا دیجئے۔ مگر کچھ ماں کی تیمارداری کے لئے کچھ پیسے ضرور دیا کیجئے۔
جواہر خان۔ چندے صبر کرو۔ ذرا دھیرج دھرو۔
فیروز۔ بڑی عنایت ہے۔
جواہر خان۔ جا وہ سامنے سے جھاڑو لے۔ اور اوس کمرے میں دے۔
فیروز۔ بہت خوب۔
جواہر خان۔ جھاڑو کو سیدھی طرح سے پکڑ۔ ارے بیوقوف جھاڑو پکڑنے کا بھی شعور نہیں۔
فیروز۔ حضور باپ دادا نے کبھی ایسا کام نہیں کیا ہے۔ ناراض نہ ہوجائے

بھول چوک نبا ہیئے۔

جواہر خان ۔ اچھا جھاڑو رکھدے ۔ میں کھانا کھانے جاتا ہوں کوئی آئے تو بٹھانا ۔ میں ابھی آتا ہوں میرا پیک دان صاف کر رکھنا

فیروز ۔ نہ گھبرا دل مضطر کرنا غیر تھوڑی سی سستی
عجب کیا ہے کہ یاور ہو کبھی تقدیر تھوڑی سی

اکرام ۔ (آتے ہے) کیوں جواہر خان کہاں ہیں۔

فیروز ۔ کھانا کھاتے ہیں ۔ ذرا بیٹھ جائیے ابھی آتے ہیں ۔

اکرام ۔ مضائقہ نہیں میں بیٹھتا ہوں ۔ یار ذرا حقہ پلاؤ تو تمہیں مزیدار لاونی سناؤں۔

فیروز ۔ لاتا ہوں جناب ۔

اکرام ۔
پر درد سر آلام کو بخشے قرار حقہ
قرے کو قبض کو بھی دیتا ہے مار حقہ
غصہ اگر چڑھا ہو تو دے اوتار حقہ
کھانیکے بعد لانا ہے کیا بہار حقہ
خلوت میں آدمی کا غمخوار یار حقہ
دانا اگر تو ہے تو پی لے بار بار حقہ

فیروز ۔ لیجئے جناب۔

اکرام ۔ بیٹھ جاؤ اور اس لاونی پر دھیان جماؤ۔

گانا

عجب کھیل ہے دنیا جس میں چال ہمیشہ رنج کی ہے ۔
سچ پوچھو تو دنیاداری اک بازی شطرنج کی ہے
جو آگے اپنے بیٹھا ہے ۔ وہ ہی ہے خود دشمن اپنا
یار دکھانیوالا ہو جاتا ہے یہاں رہزن اپنا
ڈھائی گھر گھوما چکر جب چکیا آسن اپنا

ہاتھی اپنے ہاتھ سے بند ہوا دیتا ہے تن من اپنا۔ شاہ پیادہ
سب کی حالت دنیا میں شش و پنج کی ہے۔ سچ پوچھو۔

فیروز۔ آہا کیا سچا خیال ہے۔ سچ مچ میرے ہی حسب حال ہے۔

اکرام۔ آپ کا حال قابل ملال ہے مجھے آپ کا بڑا خیال ہے۔

فیروز۔ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔

اکرام۔ اجی ہم آپ کے فرشتوں کو بھی جانتے ہیں۔ اگر تم میرے ہو جاؤ گے تو فائدہ اٹھاؤ گے۔ میں تمہاری ماں کا نکاح نامہ بھی ڈھونڈ نکالونگا۔ اور اپنے پرائے دشمن سفیر جاہ سے تمہارے ہی ہاتھ سے بدلا لونگا۔

فیروز۔ کیا وہ تمہیں حیران کرتا ہے۔

اکرام۔ ایک بار میں لطیفن نامی ایک مالن پر نثار ہوا تو وہ نابکار بھی جان بوجھ کے اس کا طلبگار ہوا۔ زر کے زور سے اسے خفیہ بیاہ لایا جب ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اسے کمینی سمجھ کے گھر سے نکال دیا۔

فیروز۔ افسوس۔

اکرام۔ مجھے رحم آیا میں لطیفن کو اپنے گھر لایا مگر اس رحم نے اور ستم لایا۔

فیروز۔ کیوں۔

اکرام۔ سفیر جاہ سخت بدظن ہو گیا میرا جانی دشمن ہو گیا۔

فیروز۔ اور لطیفن کا کیا حال ہوا۔

اکرام۔ اوس کا انتقال ہوا۔

فیروز۔ وہ لڑکی کہاں ہے۔

اکرام۔ وہ میرے پاس ہے میری زندگی کی آس ہے۔ خیر میں جاتا ہوں یاد رکھنا میرا نام اکرام ہے۔

فیروز۔ یہ لیجئے خان صاحب آگئے۔

اکرام۔ آہا آگئے آیئے جناب۔

جواہر خان۔ فرمایئے جناب۔

اکرام۔ دیکھو تو ایسے سکے کس دام کے ہیں۔ میرے پاس بکو ہیں
کام کے ہیں۔
جواہر خان۔ سکہ تو کھرا ہے۔
اکرام۔ کھرا نہیں تو کیا کھوٹا ہے۔
جواہر خان۔ پچاس کی مہر ہے۔
اکرام۔ جی ہاں سبحان اللہ کیا نظر ہے۔ تو جاؤں سب کے سب لاؤں
جواہر خان۔ شام کو لانا یا کل آنا۔
اکرام۔ بہت خوب سلام۔
جواہر خان۔ سلام فیروز دیکھو تو یہ خط تمہارا ہے۔ کوئی لڑکا کھڑکی کی
راہ سے جلدی میں ڈال کر چلا گیا ہے۔ کیوں کس کا ہے۔
فیروز۔ حضور میری ماں کا ہے۔ اس پر رحم کیجئے مجھے علاج کے لئے کچھ
پیسے دیجئے۔
جواہر خان۔ کس لئے پیسے آتے ہی یہ نخرے کیسے۔
فیروز۔ اچھا کچھ اودھار دو اور لاؤں مرتی ماں کو بچاؤں۔
جواہر خان۔ اودھار دینا نادانی ہے۔ آخر انسان فانی ہے۔
فیروز۔ ہائے ارے کیا خدا نے آپ کو کچھ رحم نہیں دیا ہے
جواہر خان۔ ارے تو کیا ہم نے تیرے گھر بھر کا ٹھیکہ لیا ہے۔
فیروز۔ افسوس اچھا خدا کی راہ پر کچھ خیرات دو۔
جواہر خان۔ ہاتھ میں پیالہ لو اور بازار میں مانگو۔
فیروز۔ کچھ بھی تو مروت کرو اتنے نہ ہٹ دھرم ہو سرد آہ میں بھرتا ہوں
جاتے جاتے ہو تم گرم۔
جواہر خان۔ غلام بد انجام نکل یہاں سے نہ تجھ سے کام نہ تیری ماں سے۔
نکل یہاں سے نمک حرام۔ (جاتا ہے۔)
فیروز۔ ہائے او سنگدل ستمگار۔ آدمی کے جائے ہیں پتھر ایسی بیرحمی ایسے

وقت اور کاش یہ میرے ہاتھ لولے ہوتے یہ پاؤں لنگڑے ہوتے ان پر بھتو ہے۔ سلامت ہو کر یاں کے کام نہیں آتے ہیں۔ اماں کیا کھلاؤں دوا کہاں سے لاؤں کیونکہ بچاؤں یہ بیٹی اس میں روپے ہیں لوں نہیں کبھی نہیں چاہیے۔ جو ہو مگر چوری تو میں نہ کرونگا۔ (جاتا ہے)

باب پہلا پردہ آٹھواں

مکان شہناز

(شہناز کا حالتِ نزع میں نظر آنا)

ہمایون۔ چچی جان ہاں ہمایون فرفلک سیر کا پسر۔

شہناز۔ بیٹا میں مرتی ہوں اس گھرانے کے وارث تم ہو سچ کہو میرے بچوں کی پرورش کروگے۔

ہمایون۔ مرجاؤنگا۔ ہر طرح تکلیف سہونگا۔ میں خبر گیری سے غافل نہ رہونگا۔

شہناز۔ اپنے فیروز اپنے انور کو کہاں ملونگی۔ یہاں نہیں تو خیر وہاں ملونگی۔

ہمایون۔ انور یتیم خانہ سے فیروز نوکری پر سے ابھی آتے ہونگے اشرف بلانے گیا ہے۔ اب آتے ہونگے۔

شہناز۔ ان کو میری دعا ہمایون بچونکو . . ہا (مرتی ہے)

ہمایون۔ چچی کیا ہے۔ کچھ بولو آنکھیں تو کھولو۔ ہائے ہچکی لی اور چل بسی افسوس۔

فلک سیر۔ ہیں کون ناساز۔

ہمایون۔ کم نصیب شمشاد۔
فلک سیر۔ کیا ہوا یہ کیونکر مری۔
ہمایون۔ حسرت بھری عزت کی ڈری۔
فلک سیر۔ کس بیماری سے۔
ہمایون۔ ستمگاری سے۔
فلک سیر۔ قسمت اس کی جب قضا آجائے تو ہم کیا کریں
اختیار اپنا نہ ہو جس بات پر غم ہم کیا کریں
ہمایون۔ جس کے آگے سے گیا مفلس کوئی ننگا نہیں
اس کی میت ڈھانپنے کو آج اک سلیپر نہیں
فلک سیر۔ لو کمبل ڈھانپو میت۔
ہمایون۔ کمبل جس کی دولت سے آپ شال اوڑھے ۔ اسے کمبل اوڑھاتے ہو۔ اچھا اس کی لاش کو اوڑھاتا ہوں۔ اور ایک میں نے اپنے لئے رکھا ہے۔ کہ جس دن میں غریب محتاج ہو جاؤنگا۔ تو پھر میں اوڑھ ہونگا۔
فلک سیر۔ نادان بے وقوف یہ تقریر بے ادب۔ میرا پیر تو ہے کہ میرا پیر بے ادب۔
ہمایون۔ پیر ہوں گنہگار ہوں۔ مگر حق پر استوار ہوں۔ میں نے اس مرحوم سے قسم کھائی ہے۔ کہ اس کے بچوں کو مرتے دم تک سنبھالنا چاہے جیونگا یا مرونگا۔
فیروز۔ کیا مرگئی کوچ کرگئی۔ تمہارے اوپر تمہارے دو بدو۔
فلک سیر۔ میں ایسی سخت بیماری سے بے خبر تھا ہمایون کے بلانے سے آیا مگر آکے دیکھا کام تمام پایا۔
فیروز۔ اے ماں مجھے چھوڑ کے نہ جاؤ۔ منہ بچوں سے موڑ کے نہ جاؤ چھاتی سے لگا لو مجھکو اٹھو۔ پہلو میں دبا لو مجھکو اٹھو۔

ہمایوں ۔ بھائی دل کو سنبھالو ایسے بیقرار نہ ہو۔
فیروزہ ۔ حسرت بھری غم کی ستائی چلی گئی
بچوں کا منہ بھی دیکھنے نہ پائی چلی گئی
فلک سیر ۔ تیری اتنی کج ادائی پر بھی میں یہاں ضرور آتا ۔ دوا علاج کراتا
مگر افسوس کہ تونے خبر تک نہ کی۔
فیروزہ ۔ خبر لینا تمہارا حق تھا۔ مگر تمہیں تو ہمارا مٹانا ہی گوارا تھا۔ جیتے
جی تو پوچھنے تک نہ آئے ۔ اور مرنے کے بعد ہمارا تماشہ
دیکھنے تشریف لائے۔
فلک سیر ۔ رونے سے کیا فائدہ اب بھی راہ پر آؤ مان جاؤ تمہیں در گزر
کرونگا گور و کفن کا شریک ہونگا اور تمہارا وظیفہ مقرر کردونگا۔
فیروزہ ۔ وظیفہ خیرات کا اب بھائی اور سگائی کے نام کو عیب لگانے والے
چچا اگرچہ عدالت کی جھوٹی سپر نے تم کو پناہ دی ہے۔ جھوٹی دنیا نے
تم سے بگلا بھگت کو سچے ۔ ایمانیوں میں راہ دی ہے۔ مگر یاد رکھنا
ہماری سچائی کی حقیقت کا آفتاب ہزار بادلوں کو پھاڑ کر ایک دن
نکل آئیگا کہ جس سے تمہیں ملانا دشوار ہو جائیگا۔ او ستمگار آج میں
اپنی مادر مرحوم کی پاک میت کے آگے جلے دل سے آہ بھرتا ہوں
اور بد دعا کرتا ہوں۔ کہ مظلوم بیوہ اور اس کے بیکس بچوں کی آہ
تجھے اور تیرے ہوتے سوتوں کو جلائیگی ۔ حرام خور وارث کو خاک
میں ملائیگی ۔ بس جاؤ جب تک اس دادگر کا دست انصاف تمہارا
گلا نہ پکڑیگا۔
فلک سیر ۔ کیوں سنا فیروزہ ہم نے جو کیا ہے۔ اچھا کیا ہے نہ برا کیا
کیا ہے ۔ جا سیر بھائی کو بلا لا ۔ اور گور و کفن کی تیاری کرا دے۔
فیروزہ ۔ جب تک اسے کوئی ہمارے باپ کی بیاہی ہوئی نہ مانیگا کبھی
میت کو ہاتھ لگانے نہ پائیگا۔

فلک - کیا مردہ بے گور و کفن رہ جائیگا۔
فیروز - میں در بدر جاؤنگا۔ کوڑی کوڑی مانگ کر لاؤنگا اور جنازہ اٹھاؤنگا
ہمایون - بھائی اس انگشتری کو بیچکر جنازہ اُٹھاؤ میت کی تیاری کرا دو
(اشرف و انور آتے ہیں۔)
اشرف - ارے یہ کیا حال ہوا آخر انتقال ہوا۔
انور - بھائی - کیوں بھیا بولو کیا ہوا۔ اماں اُٹھو سویرا ہوا۔
فیروز - بھیا اماں چلی گئی۔
انور - کیا سوئی تو ہے۔
فیروز - سوئی ہے مگر موت کی نیند میں اماں مرگئی جنت کے گھر گئی۔
انور - اماں اب کون مجھے گلے لگائیگا۔ کون منہ چومیگا۔ گود میں کون بٹھائیگا۔ میرا جی گرا جاتا ہے۔ سر پھرا جاتا ہے اف غش مجھکو آتا ہے
ہمایون - انور انور نہ گھبراؤ میری گود میں آؤ۔
فیروز - انور مجھے کیا ہوا بس بھائی بھی ہمراہ آہ میں بھی۔
(غش کھاتا ہے)

ڈراپ سین

باب دوسرا ۔ پردہ پہلا

باغیچہ

عالم سوز - یہی اکرام کا گھر ہے۔ کمبخت جیتے جی قبر کے اندر ہے۔

سفیر جاہ ۔ عالم سوز مجھے تو تب چین آئے کہ جب اکرام قبر میں ڈالا جائے یا دیس نکالا جائے ۔ لطیفن کی موت کا گواہ ہے ۔ ایک روز ضرور مجھے رسوا کریگا ۔ عزت گنوائیگا ۔

عالم سوز ۔ بے فکر رہو میرا مخبر اس کے پیچھے لگا ہوا ہے ۔ جلد روز میں اس کے جرم کا لگا بجھائیگا ۔ اور اسے ٹھکانے لگا دیگا ۔

سفیر جاہ ۔ شاباش میں تمہیں خوش کرونگا ۔ بھلا فیروز یہاں روز آتا ہے ۔

عالم سوز ۔ جی ہاں ضرور آتا ہے ۔ اور پھول چڑھاتا ہے ۔

سفیر جاہ ۔ اکرام فیروز کا مددگار ہے ۔ یہ خبر یار تم نے کس سے پائی ہے

عالم سوز ۔ یہ شمناز کی قبر اکرام ہی بنوائی ہے ۔

سفیر جاہ ۔ ادھر انور بھی یہاں روز آتا ہے ۔

عالم سوز ۔ ہاں اسے بھی ساتھ لاتا ہے ۔

سفیر جاہ ۔ ہاں تو آج ایک کام کرو ۔ انور کو پھسلا کے گل اندام کے گھر پہنچاؤ ۔

عالم سوز ۔ بہت خوب ۔

(سفیر جاہ جاتا ہے دل افروز آتی ہے)

دل افروز ۔ بیکل ہے کل سے کوئی شے پسند آتی نہیں
دم الجھتا ہے ہوا گلزار کی بھاتی نہیں

سوسن ۔ ہاں میں سبھی کو جانا ہو تو جی لگے ۔

نسترن ۔ روئے روشن کا کوئی پروانہ ہو تو جی لگے ۔

سوسن ۔ وہ فیروز جو باغیچہ میں آتا ہے ۔ اس کو دیکھکر تمہارا دل باغ باغ ہو جاتا ہے ۔

دل افروز ۔ میری بلا جانے کون ہے ۔ کون جاتا ہے ۔

سوسن ۔ ایسے انداز چھپانے سے کہیں چھپتے ہیں ۔
عشق اور مشک چھپانے سے کہیں چھپتے ہیں

نسترن ۔ اچھا چل بہن اب گھر کو چلتے ہیں۔
دل افروز۔ میری طبیعت ذرا اس جگہ ہی بہلتی ہے۔
سوسن ۔ اچھا بیٹھی رہو وہ جوان بھی کوئی دم میں آتا ہے۔
دل افروز۔ اجی صاف کہو نہ کہ تمہیں کو وہ بھاتا ہے۔
سوسن۔ جی ہاں دل بھی جانتا ہوگا۔ لیجئے ملاحظہ کیجئے۔
دل افروز۔ ارے سچ تو بہن پردا کرو کنارے ہو جاؤ۔
نسترن۔ پردہ اچھا آؤ کچھ چلا نہیں جاتا۔
دل افروز۔ اری کچھ کانٹا سا کھٹک گیا۔
سوسن ۔ کہاں پاؤں میں چبھا یا دل میں اٹک گیا۔
دل افروز۔ بیچارہ کیسا اداس بے حواس ہے۔
نسترن ۔ سچ پوچھو تو مٹی میں ملا ہوا الماس ہے۔
سوسن ۔ اگر تمہاری جگہ میں ہوتی تو پاس جاکر پوچھتی۔
دل افروز۔ باداجان بہترا بلاتے ہیں۔ مگر نہیں آتا ہے۔ خدا جانے کیوں شرماتا ہے۔

(اکرام کا معہ فیروز کے آنا)

اکرام ۔ دل افروز۔
دل افروز۔ آئی اباجان ۔ (سب جاتی ہیں)
فیروز۔ اے ماں تمہاری روح مقدس کے باب میں

ہر دم یہی دعا ہے خدا کی جناب میں
دنیا میں پھر بلند تمہارا وہ نام ہو
اور آخرت میں روح کو جنت مقام ہو

الور۔ بھیا ماں قبر میں کیونکر رہتی ہو گی۔
فیروز۔ سردی سے سر جائے اس کو ڈر نہیں
گرمی سے آنچ کے خوف خطر نہیں

دنیا کے رنج و غم کا نمایاں اثر نہیں
آئی ہے اوس گھر میں جس میں ضرر نہیں

انور۔ تو کیا اماں اب گھر نہ آئیگی۔

فیروزہ۔ نہیں ماں اب جنت بسائیگی۔ تم ذرا جہانگیر بیگے جاؤ میں ذرا اکرام کے مکان میں جاتا ہوں۔ ابھی آتا ہوں

انور۔ اچھا جائیے۔ مگر جلد آئیے۔

عالم سوز۔ (ظاہر ہو کر) چھوٹے میاں سلام۔

انور۔ سلام نیکنام۔

عالم سوز۔ چچا نے تم کو بلایا ہے۔ آج بڑا بھاری جلسہ ہے

انور۔ چچا نے ہم کو گھر سے نکالدیا۔

عالم سوز۔ جو کچھ کیا تمہارے بھائی نے کیا۔ چچا نے تمہیں آج بھی بلایا ہے

انور۔ بھائی رضا آتا تو جاتا۔

عالم سوز۔ بھائی کو بھی بلائینگے۔ وہ بھی آئینگے۔

انور۔ جب تو چلو ہم چلتے ہیں۔

(عالم سوز و انور کا جانا)

فیروزہ —
تم کو منظور ہے گر ساتھ ہمارا دینا
تو چھپاؤ نہ کوئی بھید خدارا اپنا
کون سے پیشے پہ رکھتے ہو سہارا اپنا
کس طرح کرتے ہو دنیا میں گذارا اپنا
ہو بہو حال بتا دو مجھے سارا اپنا

اکرام۔ تم قسم کھاؤ گے کہ یہ بھید کسی کو نہ بتاؤ گے۔

فیروزہ۔ اپنی جان کی قسم ہے۔ دین و ایمان کی قسم ہے۔

اکرام۔ تو سنو میں نے اپنے اور تمہارے کام کو انجام دینے کے لئے ایک جماعت بنائی ہے۔ اسی جماعت سے انشاء اللہ اپنی صفائی ہے۔

فیروز۔ اس ٹولی میں نہیں جا سکتا۔
اکرام۔ نہیں کوئی غیر نہیں جا سکتا۔
فیروز۔ اگر اس میں مل جاؤں۔
اکرام۔ مل جاؤ تو ملا لوں مگر دغا دوگے تو جیتے نہ بچوگے۔
فیروز۔ میں راضی ہوں۔
اکرام۔ قول دینا پڑیگا۔ حلف دینا پڑیگا۔
فیروز۔ اپنی ماں کے لکاحنامہ کے لئے یہ بھی کرونگا۔
اکرام۔ آخر یہ آج رات کو میرے ساتھ رہنا پھر نہ جانا۔
فیروز۔ کبھی نہیں۔
اکرام۔ بھئی نہ آؤ نہ شرماؤ فیروز میاں آئے ہیں سو بلاوے پر تشریف لائے ہیں
دل افروز۔ ابا جان کل رات کو میں تنہائی بہت گھبرائی۔ پچھلی رات کو مجھے نیند نہ آئی۔
اکرام۔ کیوں۔

گانا دل افروز

جاگے جیت جتنا بسے وا کے نین میں نیند کہاں۔ آپ نہیں
تو سنگی نہ ساتھی سونا ہے سارا جہان۔ جاگے۔

نثر

اکرام۔ اب سے فیروز ہمارے شریک ہو جانے کو تیار ہیں۔ اور ہم دونوں کے غمخوار ہیں۔
دل افروز۔ غمخوار ہیں تو ہمارے سردار ہیں۔
اکرام۔ جاؤ بھی پان بنا لاؤ۔
دل افروز۔ بہت خوب مجھے بھی یہی مرغوب ہے (جاتی ہے)
اکرام۔ دیکھو مجھے ابا جان کہتی ہے۔ میں رہتا تو یہیں رہتی ہے۔
فیروز۔ اپنے باپ کو نہیں پہچانتی سفرجاہ کو نہیں جانتی۔

اکرام۔ نہیں۔ ہاں اگر کل کو میں مر گیا تو تم اس کی دستگیری کرو گے۔
فیروز۔ دل و جان سے دین و ایمان سے۔
اکرام۔ تم سلامت رہو فضل یزدان سے۔ ذرا ٹھیرو آج یہیں رہو
میرا ایک راز دار ہے۔ اس کا نام نثار ہے۔ اسے بلاتا ہوں
رات کی تیاری کراتا ہوں۔ (جاتا ہے)

فیروز۔ شکر ہے یارب کہ مجھے ایسا مددگار ملا
خار کو تیرے الطاف ایک یار ملا

دل افروز۔ یہ نورِ شک خوباں کہا دُکھی کے قتل کا بیڑا اُٹھاؤ۔

فیروز۔ ہیں آپ ہی ستمگار دل کا مارا
کسی کے قتل کا کیا مجھ کو یارا

دل افروز۔ اب مکرنے سے تمہارے کچھ حاصل نہیں
قتل کر کے بھی کہتے جاتے ہو میں قاتل نہیں

فیروز۔ قاتل اس کا کون قاتل کونسا مقتول ہے
باتیں کرتی ہو مجھے بہچان سکے یا بھول ہے

دل افروز۔ جو تیغ سے تمہاری مقتول ہے وہ میں ہوں
جو عشق میں تمہارے مجنون سے وہ میں ہوں

گانا فیروز

ہم ہیں گردش کے مارے بچارے آوارے مارے تم سے
ارے اسے پیارے ہم بھی تو ہیں۔ ہم ہیں۔
تم سے مارے پیارے ہم بھی تو ہیں۔ ہم ہیں۔
بیں ہوں بے زر بے گھر بے در
ہم بد اختر۔
ہم سے بدتر ہم بھی تو ہیں۔ ہم گردش
بدنامی ناداری ناچاری۔

اس میں دونگی میں یاری مجکو ہوگی وہ پیاری۔
ہم ہیں آفت کے مارے۔
تم پر وارے دل سے ہارے ہم بھی تو ہیں ہم ہیں۔

نثر

فیروز۔ ہوی ہیں ایک بد نصیب ایک بد نصیب ناکام رسوائے نام ہوں میری محبت نہیں راس نہ آئیگی۔ بلکہ بدنام کرائیگی۔

اکرام۔ (اندر سے) فروز۔

فیروز۔ آیا عتاب (جاتا ہے)

گانا دل افروز

نہ گل ہو تو بھلے بلبل کو کیا لالہ زار ہے گلزار اس کو جس کا نہیں دلدار ہے۔
بکل چنچل چیا کل سے سو ہے نہیں سنگار۔ کاری کٹاری رنگا کیا جلا جی بہار بہار۔ نہ گل

(نثار آتا ہے)

گانا نثار

بیٹ بھری تاڑی جو پی ہے یار تو پھول کے منہ پر جا نثار تو نوش کرے جو روز مزیدار تو چھوڑے وہ نا اقدل ہے لیتے دیوار تو۔ بیٹ

دل افروز۔ آیئے نیک نام

نثار۔ کیوں دل افروز کچھ خیال کیا۔ میرا جواب اب تک نہ دیا نثار ی با مراد ہی

دل افروز۔ میں نے اپنا دل فیروز کو دیا ہے۔ ابا جان سے بھی گفتگو کیا ہے۔

گانا نثار

دل کو اے پیاری ہم نے تمہاری راہ میں لا کر چھوڑ دیا ہے تو

اُٹھا کر دیکھ دکھا کر زخمی بنا کر چھوڑ دیا۔
دشمن رکھتے ہیں آئینہ سے صورت والے ✽ خاک میں دل کو ملاتے ہیں کدورت والے
مارے جاتے ہیں یہاں مفت محبت والے
جنکے الم میں دیر و حرم کو ہم نے بھلا کر چھوڑ دیا۔
اُس کے ستم نے غیر کے غم میں ہم کو پھنسا کر چھوڑ دیا۔

دل افروز۔ سو جان سے مجھے وہ دلبر پسند ہے
فیروز میری جاہ کا درد مند ہے

نثار۔ میں جواہر ہوں فیروزہ ہے کنکر پتھر
ایک تراز و میں تلتے کو ہیں برابر پتھر

دل افروز۔ پڑ گئے حیف تیری عقل پہ کیونکر پتھر
تجھ سے بے آب جواہر سے ہے بہتر پتھر

نثار۔ دل میرا ہائے تیرے کاکل میں پھنسے
تو کسی اور کے گیسوئے پریشاں میں پھنسے

دل افروز۔ دل پھنسے کا کل پیچاں بائیں کہا تھا میں نے
تم فدا ہو ادھر مال ہیں یہ کہا تھا میں نے

نثار۔ میری ناکامراد ہو گئی تو تجھ پہ جور و ستم نہ ہوگا
تو اُس کی اُلفت میں شاد ہوگی تو کیا سر پہ تیر ہوگا

دل افروز۔ یہ غم بشر کے لئے بنا ہے بشر نہ ہوگا تو غم نہ ہوگا
یہ غم ہمارے لئے غذا ہے جو ہم نہ ہونگے تو غم نہ ہوگا

گانا نثار

جاری جاری جاری او ناکاری ناری۔
نادانی کرکے رہنا ہے دھیان۔ کر کے رہنا ہوشیاری سے
دیکھی بھالی تیری یہ ڈھٹائی۔ صفائی۔
برائی۔ جدائی۔ جاری۔ جا جا جا۔ جاری۔

نہ ہوگی ایسی کوئی ایسی ویسی۔
تیرے جیسی تو ہے نارمی مست کی ماری تیری خواری ہوگی
بیماری۔ جاتی ہیں نے آنا کانی تیز ساری۔ جاری۔

نثر

دل افروز۔ تمہاری مجھے کوئی دہشت نہیں۔ ڈرانے کی کوئی بھی ضرورت نہیں۔
نثار۔ اپنے باپ کو پہچانتی اور اوس برے بھلے کاموں کو جانتی ہو
دل افروز۔ میرے باپ سا کوئی نیک پاک نہیں۔
نثار۔ نیک پاک نہیں۔ مگر ایک رذالا چھوٹا سکہ بنانے والا۔
دل افروز۔ نثار خدا کے واسطے مجھے ایسی باتیں نہ سناؤ نہ ڈراؤ۔
نثار۔ میں قسمیہ کہتا ہوں اگر میرے ہاتھ نہ آوگی۔ تو ضرور اپنا باپ گنواؤ گی
دل افروز۔ مجھے سوچنے کی مہلت دو۔ مجھ پر رحم کھاؤ۔
نثار۔ سوچنا کیا ہے۔ ابھی جواب دو دیر نہ کرو۔
دل افروز۔ اگر مہلت سے انکار ہے۔ تو ابھی جواب دشوار ہے
(جاتی ہے)
نثار۔ بیٹی نے تو اچھا سنایا۔ اب جو باپ سے بھی سوکھا جواب پایا۔ تو سرکار سے مل یا تہخانے کا بھید بتا کر اکرام کو بس لگالو۔ اور دل افروز کو قبضے میں لاؤ۔ (آنا اکرام کا)
اکرام۔ بھائی نثار جس فرز کا میں نے تہخانہ میں لیا تھا۔ اوس نے قسم کھا کر آج رات جماعت میں مل جانے کا قول دیا ہے۔
نثار۔ پھر تو مزا ہے۔
اکرام۔ یار نثار میری تین مراد بر آئیں تو میں تہخانے کی سرداری تجھے دیدوں اور باقی عمر یاد اللہ میں گذاروں۔
نثار۔ کونسی تین۔

اکرام ۔ ایک فیروز سے دل افروز کی شادی۔
نثار ۔ ہوں ۔
اکرام ۔ ہاں اپنے ہاتھ میں کسی اشراف کا پلہ دبتے ہیں نے لیکا ارادہ
کیا ہے ۔ اس لئے فیروز کو سہارا دیا ہے ۔
نثار ۔ وہ جھانک رہا ہے ۔
اکرام ۔ وہی فیروز تاک رہا ہے ۔
نثار ۔ تب میں نراس رہونا سیاس رہوں ۔
اکرام ۔ تیرے دل میں دل افروز کی آس کب آئی ۔
نثار ۔ تب سے سمائی ۔ مگر میں نے چھپائی رجھوٹا سکہ بنانے میں میں صرف
دل افروز کی آس پہ تیرا شریک ہوا ۔ مگر اب جو تونے نراس کیا تو تو
بھی ٹھیک ہوا ۔
اکرام ۔ مرنا ہی اگر قسمت میں ہوگا تو مرونگا ۔
پر تجھ سے دل افروز کی شادی نہ کرونگا
نثار ۔ ہاں یہ بات ہے ۔ جو کوئی کھوٹے سکے بنانے والوں کو گرفتار کرائیگا
وہ پانچہزار روپیہ انعام پائیگا ۔ اور سرکاری گواہ قرار دیا جاویگا ۔
اکرام ۔ تو کیا مجھے پھنسائیگا ۔ جماعت کا سب اقرار بھلائیگا
نثار ۔ دنیا کی خوشی ادھے غم یار کے آگے ۔
کیا حال ہے کنکر کا دُرِ شہوار کے آگے
اکرام ۔ نادان ہوس کے بس میں پیمان نہ توڑ ۔ قسم کھا کے ایمان نہ چھوڑ
نثار ۔ ایمان گیا جو لیے ہیں عشق میں ایمان کہاں ۔ جانی نہیں تو جان کہاں
دل افروز کا ہاتھ میرے ہاتھ میں آئے ۔ یا دونوں کی جان جائے
بس رخصت ۔
اکرام ۔ ٹھیرو رخصت دشمنی کے ساتھ ۔
نثار ۔ اگر دو چار دن کے بعد بھی کوئی طور کرونگا ۔

نثار - یہ مجھے اوڑاتا ہے - باتیں بناتا ہے - بس میں بھی اس کو مزا چکھاؤں
آج ہی گرفتار کراؤں -
اکرام - کام میں ہوشیار ہے -
نثار - پکا تجربہ کار ہے - اور ٹولی میں مل جانیکو تیار ہے -
اکرام - جاؤ بندگی -
نثار - بندگی -
اکرام - یہ موذی کہتا ہے تو ضرور کر دکھائیگا - بہتر ہے کہ آجکل میں دل افروز کی بیاہ دوں - اس کی خرابی نہ کروں -
(اکرام جاتا ہے)

باب دوسرا پردہ دوسرا

مکان جہاں سیر کا

فلک سیر - کیا کیا دل نہیں لگا کیا چار دن کے آئے ہوا ابھی سے ہماری نوکری سے گھبراتے ہو -
عنایت خان - جب آپ کے سالے بھائی میرا چال چلن پسند نہیں تو پھر آپ کے گھر میں رہنا مجھے فائدہ مند نہیں -
فلک - خیر جاؤ - میں سفیر بھائی سے پوچھونگا - پھر تمہیں جواب دونگا -
عنایت خان - آداب (جاتا ہے)
سفیر جاہ - (آتا ہے) بھائی مجھے اس آدمی پر کچھ شک ہے
فلک سیر - کیا -
سفیر جاہ - یہ شخص مجھے فیروز کا جاسوس نظر آتا ہے -

فلک سیر۔ یہ جاسوس اس کی دلیل کیا۔
سفیر جاہ۔ جب سے یہ آیا ہے۔ میں اسے ہر وقت تاکتا جھانکتا اور سوچتا پاتا ہے۔
فلک سیر۔ اگر بات یہ ہے۔ تو ضرور کوئی گھات ہے۔ تم پتہ لگاؤ کیا واردات ہے۔
سفیر جاہ۔ میں جیسے بجاتے اس کا سراغ لگاتا ہوں۔
فلک سیر۔ چلو میں بھی ساتھ آتا ہوں۔ (جاتے ہیں)

انور کا گانا

نیکی سا نہیں کوئی زیور ہے۔ ہے ایسی نہیں کوئی اور شے۔ یہ سب ہے بھرے رہیں خوش عالم۔ کوئی نہ لہے نیکی بھولے کوئی۔ کوئی۔

(انور اندر جاتا ہے فیروز جھانکتا ہے)

عنایت خان۔ آیئے صاحبزادے اندر اپنے آپنے نہ گھبرایئے آپ باہر کھڑے کیسے جھانکتے تھے۔
فیروز۔ بھائی میں اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھتا تھا۔ کوئی اسے بہلا کے یہاں لایا ہے۔ میں اس کو لینے آیا ہوں۔
عنایت خان۔ آپ ہی تو اب جاگیر کے پہلے پسر ہیں۔
فیروز۔ تم کون ہو کہ میرا پتہ لگاتے ہو میرے حال پر ترس کھاتے ہو۔
عنایت خان۔ میں اس گھرانے سے واقف ہوں اور پرانا نوکر ہوں۔ میں نے آپ کے باپ کا نمک کھایا ہے۔ مگر اب اللہ نے دانہ پانی یہاں لگایا ہے۔
فیروز۔ گر نمک کھایا ہے۔ اور نمک کا حق پہچانتے ہو تو خدا کے لئے مجھے اتنا بتاؤ کہ میرے ماں باپ کے نکاح کا حال بھی تم جانتے ہو۔

عنایت خان ۔ فرض کیجیے کہ میں ہاں کہوں تو اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا ۔

فیروز ۔ تمہاری گواہی سے اگر میں اپنا حصہ پاؤنگا ۔ تو ضرور تمہیں نہال کر دونگا ۔

عنایت خان ۔ ابھی میں کسی سبب سے آپ کو بتا نہیں سکتا ہوں موقعہ آئیگا تو دیکھا جائیگا ۔

فیروز ۔ اچھا کچھ تو نمک کا پاس دیکھا دو ذرا میرے بھائی سے مجھے ملادو ۔

عنایت خان ۔ آپ یہاں دبے کھڑے رہیے ۔ میں ابھی ابھی آتا ہوں ۔ چھوٹے صاحبزادے کو کسی بہانے سے لاتا ہوں ۔

(انور آتا ہے)

فیروز ۔ بھائی تو یہاں کیونکر آیا ۔

انور ۔ چچا نے بلایا اور اس کا کارکن لایا ۔

فیروز ۔ دغاباز نے تجھے بہکایا ۔ تو کیوں اُن کی باتوں میں آیا ۔

فلک سیر ۔ انور ادہر خبردار اُدہر جائیگا ۔ تو مار کھائیگا ۔ کیوں تجھے یہاں کون لایا ۔

فیروز ۔ بھائی کے لیے آیا ۔

فلک سیر ۔ بھائی اسے نا سزا تو ہرگز نہ پائیگا ۔ جب اگر مچائیگا تو مار کھائیگا

فیروز ۔ اگر مار کے مرنا بڑائی ہے ۔ تو مار دیں نے گردن جھکائی ہے مگر بید رد چچا اپنے بھائی کے بد تربیت بیٹے پر ترس کھا ور میرا بھائی مجھے دلاؤ ۔ یہی میری ایک زندگی ہے ۔ ماں باپ کی مٹی کی ایک نشانی ہے ۔

فلک سیر ہم دنیا کا ڈر رکھتے ہیں ۔ اس لئے اس معصوم کو اپنے گھر نہیں رکھتے ہیں ۔

فیروز۔ جو دنیا کا ڈر رکھتے ہیں وہ کیا عاقبت تک ڈر رکھتے ہیں۔
فلک سیر۔ ہماری دنیا ساری دنیا جانتی ہے۔
فیروز۔ اور آپ کی مکاری بھی ساری دنیا جانتی ہے۔
فلک سیر۔ دنیا داری کیا ہے تو جانتا ہے۔
فیروز۔ جی نہیں تو کچھ حضور کا ہی دل خوب جانتا ہے۔
فلک سیر۔ البتہ۔
فیروز۔ بگلا بھگت جوندی کے کنارے گردن جھکائے آتے ہیں۔ موقع پاتے ہیں۔ مچھلیاں ہپ کر جاتے ہیں۔
انور۔ چچا جان بھائی کو بھی رکھ لو۔ ماں ہے نہ باپ ہے جو کچھ ہے سو آپ ہیں۔
فیروز۔ انور چپ رہو گھر چلو اگر میرے ساتھ نہ آئے گا۔ یاد رکھ کہ تو پچھتائیگا۔

گانا فلک سیر

جارے گدا جون جیا نہ کر ذرا۔ جا جا چل ہٹ جا۔ جارے
نکل جا دور ہو باہر جا نکل اس گھر سے خود سر جا۔ جارے

نثر

فلک سیر۔ جاتا ہے یا نکلوا دو۔
فیروز۔ اے خداوند عالم اگر تیری خدائی میں انصاف ہے۔ تو مجھے اس انصاف سے خوشحال کر یا میری آہ کی تاثیر سے ظالموں کو پامال کر۔
فلک سیر۔ عنایت خاں یہ بدمعاش ضرور فتور مچائیگا۔ اس لڑکے کو اڑا لے جائیگا۔ خوب سنبھالو۔ اور اس بدمعاش کی باتوں سے گواہ رہو انور اندر جاؤ۔
عنایت خاں۔ اجی اس کا تو کیا اس کے باپ کا بھی گواہ ہوں۔

فلک سیر۔ یعنی۔
عنایت خان۔ یعنی یہ کہ ذرا دھیان نہ کیجئے۔ اور میری باتوں پر کان دھرئیے
فلک سیر۔ کیا ہے جلدی کہہ۔
عنایت خان۔ جلدی نہ مچاؤ ہضم کرنا ہو تو دھیرے سے کھاؤ۔ نواب
جہان سیر آپ کے بھائی تھے۔
فلک سیر۔ کیوں کیوں؟
عنایت خان۔ اور شہناز بھائی کی بیوی۔
فلک سیر۔ اوں ہوں۔
عنایت خان۔ اوہوں نہیں ہاں ہاں
فلک سیر۔ اوہ بیاہی بیوی نہ تھی۔
عنایت خان۔ اوہوں وہ بیاہی تھی فیروز انور سچے اسی بیاہی
بیوی کے بچے ہیں۔
فلک سیر۔ بیاہی بیوی ہے تو نکاح نامہ کہاں ہے۔
عنایت خان۔ اصل نکاح نامہ کہیں نہاں ہے۔ مگر اس کی ایک نقل
ضرور کہیں نہ کہیں عیاں ہے۔
فلک سیر۔ نکاح کا گواہ۔
عنایت خان۔ ایک ملا اور دوسرا بندہ درگاہ۔
فلک سیر۔ تم گواہ۔
عنایت خان۔ جی ہاں جہاں پناہ ایک میں اور ایک دوسرا نوکر۔
فلک سیر۔ وہ دوسرا کدھر گیا۔
عنایت خان۔ وہ خدا کے گھر گیا اور آپ کے گھر آیا۔
فلک سیر۔ وہ مر گیا۔
عنایت خان۔ ہاں وہ مر گیا۔ مگر حق بھی کہیں مرتا ہے۔ شادی کے
بعد میں رضا لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ نوکری چھوڑ کے پچھتاتا ہوں۔

پھر آپ کے بھائی کے پاس واپس آیا۔ مگر سنا کہ بھائی گھوڑے سے گر کر مر گئے۔ عدم کو کوچ کر گئے۔

فلک سیر۔ پھر

عنایت خان۔ آخر حضور میں رسائی کی نوکری ہی اور آج آپ کی قسمت میری قسمت مل گئی۔ چپہ چپہ زبان سوکھ گئی۔ کوئی ہے یہاں آؤ ذرا شربت لاؤ ذرا گلاب بھی ملانا اور سنو ذرا بید مشک بھی اس میں ملانا۔

فلک سیر۔ مالک کے سامنے ایسی بے ادبی حماقت کا کام ہے۔

عنایت خان۔ جناب تھوک دیجئے غصہ حرام ہے۔ اب اس ٹکا حصہ کے جھگڑے کو مٹا دیئے کچھ انجام لائیے۔

فلک سیر۔ اس جھگڑے کا فیصلہ عدالت سے ہو چکا ہے۔

عنایت خان۔ اندھی عدالت کی آنکھ کھولنے کو اب بندہ کیا آگیا ہے اگر مل جاؤ گے تو ہمیشہ مزے اڑاؤ گے۔

فلک سیر۔ تو کیا مدد کریگا۔

عنایت۔ گواہی کا حال بندہ کسی سے نہ کہیگا بھید چھپائیگا۔

فلک سیر۔ اس کے دام۔

عنایت خان۔ دس ہزار انعام اور ایک ہزار کا سالیانہ عمر تمام آہا کلیجہ ٹھنڈا ہوا ہے۔ ذرا آپ بھی نوش کریں لیجئے نہ شرمائیے۔

فلک سیر۔ نہیں مجھے پیاس نہیں۔

عنایت خان۔ بڑا مزیدار ہے۔ شربت انار ہے سکھئے کیا سوچ بچار ہے۔

فلک سیر۔ جاؤ سفیر جاہ کو بھیجدو میں ان سے مشورہ کرونگا۔ پھر تمہیں جواب دونگا۔

عنایت خان۔ آداب خوش رہئے جناب (جاتا ہے)

فلک سیر ۔ الٰہی یہ کیا ماجرا ۔ یہ بھائی کی شادی مگر سچ ہے کیا ۔ اگر سچ
اس کی گواہی ہوئی تو بیشک ہماری تباہی ہوئی ۔ بھائی یہ عنایت
تو آستین کا سانپ نکلا ۔
سفیر جاہ ۔ بندگی میں نے کیا کہا تھا ۔
فلک سیر ۔ تقدیر کی نارسائی ہے ۔ تو ملا لینے ہی میں دانائی ہے ۔
سفیر جاہ ۔ مزے اوڑاؤ میں ٹھکانے لگاتا ہوں چار گھڑی میں
غلام بنا ہوں ۔
فلک سیر ۔ آمین (جاتا ہے)
سفیر جاہ ۔ عالم سوز ۔
عالم سوز ۔ آیا حضور عالی (مع دیانت آتا ہے)
سفیر جاہ ۔ دیانت مجھے ان سے ایک خفیہ مصلحت کرنی ہے ۔
عالم سوز ۔ تم کتاب خانے میں بیٹھو ۔
دیانت ۔ بہت خوب (خود سے) مصلحت شادی کی بربادی کی ۔
سفیر جاہ ۔ عنایت خاں تو جہاں سیر کی شادی جائز ٹھہراتا ہے (اپنے
کو نکاح کا گواہ بتاتا ہے ۔
عالم سوز ۔ ارے تب تو اس کو ملا لینا خوب ہے ۔ نہیں تو اپنی موت
نزدیک ہے ۔
دیانت ۔ چچا جی گھبراتے کیوں ہو تم تو کتے کی موت مروگے ۔ جیسا کروگے
ویسا بھروگے ۔
سفیر جاہ ۔ خیر اسے تو میں دبا دونگا ۔ مگر یہ نکاح نامہ کا جھگڑا اچکانا چاہیئے
دیانت ۔ جھگڑا اچکانے سے پہلے تمہارا جنازہ اٹھانا چاہیئے ۔
عالم سوز ۔ فیروز اکرام کا جھگڑا تو بیر خاں تھا ۔ جو اس کے پیچھے پڑا
مٹائیگا ۔ مگر اور جیتا رہا تو ضرور کسی دن رنگ لائیگا ۔
دیانت ۔ رنگ ایسا لائیگا کہ تمہارا منہ کالا ہو جائیگا ۔

سفیر جاہ۔ پھر۔

عالم سوز۔ انور کو سیر کے بہانہ سے میرے گھر بھجوا دیجئے۔ ایک حکمنامہ اقلیم کے ناظر کو لکھد یجئے۔ میں وہ حکمنامہ دکھا کے انور کو پرانے قلعہ میں بند کرا دونگا۔ اور افواہ اوڑا دونگا کہ انور تہخانہ میں گھٹ کے مر گیا۔ ہمیشہ کا درد سر گیا۔

دیانت۔ بے گناہوں کو خدا بچائیگا۔ مگر تمہارا کال آجائیگا۔

عالم سوز۔ پھر بھی کچھ ایسی ویسی ہے۔ اسی ترکیب سے جان چھوٹیگی سانپ مرجائیگا لاٹھی نہ ٹوٹیگی۔

دیانت۔ وہ لاٹھی ایک دن تمہاری کھوپڑی ہی پھوٹیگی۔

سفیر جاہ۔ خوب راستہ بتایا۔

دیانت۔ اپنی پھانسی کا تختہ اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

سفیر جاہ۔ میں جاتا ہوں حکمنامہ کے ساتھ انور کو تمہارے گھر میں بھجواتا ہوں۔

عالم سوز۔ دیانت۔

دیانت۔ جی حضرت۔

عالم سوز۔ کیا کرتا تھا۔

دیانت۔ داؤ پیچ کا ایک چھوٹا سا قصہ پڑھتا تھا۔

عالم سوز۔ انجام کیا تھا۔

دیانت۔ انجام ایک نظم لکھی تھی۔ اس کو میں ورد زبان کرتا تھا۔

عالم سوز۔ یاد ہو تو ذرا سنا۔

دیانت۔ بشر کیا کیا غضب کرتے ہیں تھوڑی سی زندگانی پر

ہوا کا قلعہ بنواتے ہیں اہل حرص پانی پر

مگر انجام دیکھو تو بلوس بلاؤ بالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

عالم سوز۔ ان خیالوں میں رہیگا تو کبھی امیر نہ بنیگا۔

دیانت۔ خیر نہ سہی مگر یہ تو فرمائیے۔ کہ نواب صاحب نے کیا فرمایا

عالم سوز۔ ایک عمارت بنانے کا ارادہ بتایا۔

دیانت۔ مسجد یا سرائے۔

عالم سوز۔ دیکھو جو بنجائے تم گھر جاؤ میں بڑے نواب کے پاس جاتا ہوں۔ عمارت کا نقشہ لاتا ہوں۔

دیانت۔ ہاں لائیے یہی کیا دہرا ایک دن کام آئیگا (جاتا ہے) (تفو ملعون بدگوہر لعنت تیری اوقات پر دیانت اب جیسے انور کو بچانا۔ اوسان مکاروں کے فریب و دغا کی دیوار ضرور بضرور گرانا (جاتا ہے)

باب دوسرا　　پردہ تیسرا

راستہ

(اشرف کا آنا)

اشرف۔ ہوس کا دام ہے ایمان کا آزار ہے پیسہ
جز و خرد کے واسطے تلوار ہے پیسہ
خوشامد ہے غرض ہے دشمنی ہے خوار ہے پیسہ
خدا کو بھی بھلادے وہ خدائی خوار ہے پیسہ
اسی کے سب بکھیڑے ہیں اسی سے شور ہے شر ہے
جسے کہتا ہے زر عالم وہی ہر جھگڑے کا گھر ہے

دیانت۔ اشرف عالم سوز اور سفیر نے انور کو قلعہ کے تہخانہ میں دبا دینے کا مشورہ کیا ہے۔ یہ میں نے خود اپنے کانوں سنا ہے۔

اشرف۔ انور ہمارے کیونکر ہاتھ آئیگا۔
دیانت۔ ابھی ایک نوکر کے ساتھ اسی راہ سے آئیگا۔ اور عالم سوز
کے گھر جائیگا۔
اشرف۔ وہ نوکر کوئی اُلو ہے کہ ہوشیار ہے۔
دیانت۔ نواب کا سوار ہے۔ صبح کو سرکار میں حاضری دینے
آتا ہے۔ شام کو بازار میں خط لکھنے جاتا ہے۔
اشرف۔ خدا اچھا بہانہ ملا۔ میں باتوں میں کچھ دیر لگاؤنگا اور تم انور
کو لیکر روانہ ہو جانا۔
دیانت۔ اور میں انور کو کہاں چھپاؤنگا۔
اشرف۔ ارے وہ آتا ہے تو ہٹ جا تھوڑی دور جا کے پلٹ آ۔
انور۔ سلام اشرف چچا۔
اشرف۔ جیتے رہو بیٹا حضرت ذرا ایک خط تو لکھدو کیونکہ آپ
منشی ہیں نا۔
سوار۔ ایک روپیہ لونگا۔
اشرف۔ جلدی لکھیگا تو ایک کی بجائے دو دو لونگا۔
سوار۔ اس بچے کو عالم کے گھر پہونچا کر ابھی آتا ہوں۔
دیانت۔ بندگی۔
سوار۔ بندگی۔
اشرف۔ آپ کون بزرگوار ہیں۔
سوار۔ عالم سوز و کیبا کے رشتہ دار ہیں۔
اشرف۔ ہاں تو بچے کو انہیں کے ہاتھ بھیجدیجئے۔ میرا گھر دور ہے
خط کا ابھی جانا ضرور ہے۔
سوار۔ بھائی ذرا سا تھ لئے جائیے۔ تو اچھا ہے۔ جلدی پہچانے
کا حکم ہے۔

دیانت۔ کیا مضایقہ ہے۔ لاؤ میں تو گھر کا آدمی ہوں۔
انور۔ مجھے سیر کو جانا ہے۔ جلدی جاؤ دیر نہ کرو۔
سوار۔ جاؤ بٹیا میں ابھی آتا ہوں۔
دیانت۔ میں ابھی پہونچاتا ہوں۔
سوار۔ سنبھال کے لے جانا کہیں وہ فیروز جنونی نہ دیکھ لے وہ دیوانہ اوس سے بچانا۔
دیانت۔ ہاں ہاں جانا۔ میرے آگے کسی کی کیا مجال ہے۔ فیروز ہو یا فیروز کا نانا۔
سوار۔ میں بھی ابھی آتا ہوں۔ ایک چٹھی مجھے ہاتھوں ہاتھ عالم سوز پہنچانی ہے۔
دیانت۔ ہاں جلد آنا۔ کہاری باولی سے منہ دہوتے آنا۔
سوار۔ کیا لکھانا ہے۔ لکھاؤ۔
اشرف۔ ہاں بھائی صاحب قبلہ دوجہان و کعبہ جاویدان۔
سوار۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اشرف۔ مربی مہربان فیض بخش فیض رسان۔
سوار۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اشرف۔ جلالت نشان جمشید دوران۔
سوار۔ خط لکھاتے ہو یا کتاب اتنا بڑا القاب۔
اشرف۔ ہماری خوشی سے مطلب دام لوگے یا مفت لکھ دوگے۔ لکھو آداب لکھو۔
سوار۔ آداب سلام کے بعد عرض ہے کہ
اشرف۔ ہشت ہشت مٹا دو مٹا دو۔
سوار۔ مٹایا۔
اشرف۔ بعد سلام عزو الفقام و بندگی وہ جیند گی۔

سوار۔ ہیں اور بھی کچھ کرنا ہے۔ یا نہیں کیا دن بھر خط ہی لکھا کروں
اشرف۔ تمہارے کام سے ہمیں کیا کام ہنسی لوگے یا دام۔
سوار۔ تو اصل مطلب کہو بات نہ بڑھاؤ۔
اشرف۔ لکھو اب اصل مطلب لکھو۔
سوار۔ بولو۔
اشرف۔ مشفق من جمن۔
سوار۔ . . . . . .
اشرف۔ آج میں نے ایک پنچھی پہ جال بچھایا۔
سوار۔ . . . . . .
اشرف۔ وہ دام میں آیا اُلو سا پایا۔
سوار۔ . . . . . .
اشرف۔ اصل چڑیا جو تھی وہ اُڑ گئی۔
سوار۔ . . . . . .
اشرف۔ اُلو پھنس گیا۔
سوار۔ . . . . . .
اشرف۔ جب اُلو پھنسا تو میں خوب ہنسا۔
سوار۔ . . . . . .
اشرف۔ کہاں ہے ہنسا کہاں لکھا ہے۔
سوار۔ یہ کیا ہے تو میں خوب ہنسا۔
اشرف۔ ہنسنے کی آواز کہاں لکھی ہے۔
سوار۔ ہنسنے کی آواز کس طرح لکھوں۔
اشرف۔ پھر لکھنے کا دعوے کیوں کیا تھا۔ یہ قلم ہے یا حجام کا است
سوار۔ تمہارے لکھانے پر خدا کی مار۔
اشرف۔ اب چپ چاپ لکھو گے یا تین پانچ کروگے۔ ڈاک چلی

پانچو کا نقصان ہوگا۔ لکھو سب کو اور ختم کرو پیغام۔

سوار۔ سب کو سلام۔

اشرف۔ سب کو سب کون۔

سوار۔ یار دوست اپنے بیگانے تم پاگل ہو یا دیوانے۔

اشرف۔ ارے واہ رے اپنی مرضی سے لکھو جو میں کہوں وہ لکھو جانی اور رگمانی کو سلام۔

سوار۔ جانی اور رگمانی کو سلام۔

اشرف میاں شادی اور اسمٰعیل حیدر آبادی کو سلام۔

سوار۔ لاحول ولا قوۃ۔

اشرف۔ گھر کو اور ہمارے ہمسایوں کو سلام۔

سوار۔

اشرف۔ دوست کو ایک دشمن کو دس سلام۔

سوار۔ . . . . . .

اشرف۔ راقم آپ کا حجام۔

سوار۔ لکھنے والے کی بیسی بتیا۔

اشرف۔ پھر تحت کیسی۔

سوار۔ کچھ دل لگی ہے کیا۔

اشرف۔ ارے دل کیسی رام آپکا حجام کون نہیں سمجھتے ہو یا نہیں

سوار۔ نہیں۔

اشرف۔ نہیں۔

جواہر خان۔ اشرف کیوں کیا ہے

سوار۔ جناب سنئے۔ مجھسے یہ خط لکھانے آئے۔

جواہر خان۔ اچھا۔

سوار۔ ایک روپیہ دام قرار پائے۔

جواہر خان۔ ایک روپیہ خط کی لکھائی۔
اشرف۔ سنو تو سہی میں کہاں کا ایسا روپیہ دینے والا تھا کہ مکھی
برابر خط کی لکھائی ایک روپیہ دینے لگا۔
جواہر خان۔ خیر پھر
اشرف۔ پھر کیا دو پیسہ تک انہوں نے حیران کیا ہم کہاں کچھ اور انہوں نے
کچھ اور لکھدیا۔
سوار۔ جو تم نے ہم نے وہی لکھا۔
اشرف۔ ذرا اسے پڑھئے اور انصاف کیجئے۔
جواہر خان۔ میاں صاحب قبلہ دو جہان وکعبہ جاویدان ارے یہ خط
ہے۔ یا انشائے اردو عجیب منشی علول اچھا نہیں تصنیف میں
آیا خیال شریف میں۔
اشرف۔ دیکھئے تو سہی ڈیڑھ پہر اسی واہیات میں لگا دیا۔
جواہر خان۔ بھائی صاحب مربی ومہربان بس اتنا کافی تھا۔
سوار۔ یہ میں بھی کہتا تھا۔
اشرف۔ حضرت ذرا دیکھئے تو آخر میں میرے دوست کی بیماری کا
حال بھی لکھا ہے۔
جواہر خان۔ بیماری کا حال کہیں نہیں ہے۔ گھر کو در کو سلام یہ کیا
بیہودہ کلام نہ قافیہ ہیں نہ ردیف ہیں۔ آیا خیال شریف ہیں۔
سوار۔ انہوں نے ہی لکھایا کسی اور نے۔
جواہر خان۔ کیوں بھائی کہیں بھنگ پیکے لکھنے بیٹھے تھے۔
سوار۔ ہم کیا کہیں حیران ہوئے، اور جھوٹے کے جھوٹے بنے۔
اشرف۔ میرا اتنا حرج ہوا ڈاک کا وقت بھی نکل گیا۔ بس اب اپنا
سر پھوڑونگا یا تمہارا سر توڑونگا۔
جواہر خان۔ لو بھائی اپنا خط لو لڑو مت۔

اشرف - اجی چولھے میں ڈالو ہیں اسے لیکر کیا کروں -
جواہر خان - چلو جانے دو - جو ہوا سو ہوا - اب جھگڑا اٹھے کر در - تخفیف ہیں - آیا خیالِ شریف میں -
سوار - اچھا بھائی ہم جھوٹے تم سچے - خدا سمجھیگا -
جواہر خان - جاؤ بھائی اب تم بھی اپنا کام دیکھو -
اشرف - جی ہاں بندگی معاف کیجیے گا -
جواہر خان - بندگی - جاتا ہے -
(سب کا جانا)

باب دوسرا پردہ چوتھا

مکان

گانا سوسن

ذاتیں مردوں کی بیوفا ہیں - باتیں مردونکی بیوفا ہیں - ذاتیں
باتیں ان کی گھاتیں ان کی ناسزا ہیں - ناروا ہیں -
مردوں سے دل لگانا - جلانا - کھپانا دکھانا - ستانا -
بُرا ہے - ناروا ہے - ناروا ہے - ذاتیں -
(دیانت کا آنا)

دیانت - پیاری -
سوسن - کس کی پیاری ہے کون ہوئی تمہاری پیاری - کس کو کہتے ہو پیاری - پیاری -
دیانت - جس کی صورت ہے پیاری پیاری وہ مہ لقا ہے میری

پیاری۔
سوسن۔ اجی اتنے دلوں پر کہاں سے آئے۔ کوئی امیرزادی بیاہ لائے
دیانت۔ ارررارری نادان امتحان پر اتنی بدگمان پیاری اگر تو نہیں
تو میری جان نہیں۔ تیرے سوا کوئی دل ستاں نہیں۔
سوسن۔ دور ہو کچھ شرم لاج ہے۔
دیانت۔ گلے لگانا میرے گھر کا رواج ہے۔
سوسن۔ چلو آج ایسے چوچلے نہ دکھاؤ۔
دیانت۔ ارررر۔
سوسن۔ کیا ہوا۔
دیانت۔ اللہ رے موا۔
سوسن۔ ارے کچھ کہو تو سہی کیا ہوا۔
دیانت۔ برچھی تیری نظر کی جگر کے پار ہو گئی
ترچھی نگاہ ناز کی تلوار ہو گئی
سوسن۔ میری نگاہ نشتر کلیجہ کتر گئی۔
دیانت۔ گلے میں چھید کر کے جگر تک اتر گئی۔
سوسن۔ بس بس باتیں نہ بناؤ جاؤ۔
دیانت۔ خدا کے لئے نہ ٹالو۔
پیر خان۔ (اندر سے) گھوڑے کو آج مصالحہ کھلانا۔ شام کو گاڑی لانا
سوسن۔ ارے میاں آئے جلد چھپ جاؤ۔ موقع پانا تو نکل جانا۔ دونوں
چھپتے ہیں۔ پیر خان آتا ہے۔
ہمارا دی۔ نواب سفیر جاہ تشریف لاتے ہیں۔
پیر خان۔ آباہو۔
سفیر جاہ۔ تسلیم۔
پیر خان۔ آداب آیئے۔

عالم سوز - بندگی -
پیر خان - بندگی تشریف رکھئے -
سفیر جاہ - مہربانی -
پیر خان - فرمایئے آپ نے دشمن کا پتہ پایا -
سفیر جاہ - جی ہاں ایک مخبر نے سراغ لگایا رہزار کا توڑا پایا -
عالم سوز - اکرام کھوٹے سکے بناتا ہے - اور فیروز اس کے ساتھ آتا جاتا ہے -
پیر خان - آپ نے ہزار مفت گنوائے - ہم بے پیسے کوڑی کے پتہ لگائے -
سفیر جاہ - ہاں جب تو کسی طرح دونوں کو گرفتار کر لیجئے مجھ میں پانچ ہزار لے لیجئے -
پیر خان - ہاں تو پہلے روپے منگا دیجئے کون کرا دیجئے -
سفیر جاہ - میں بھی روپے منگاتا ہوں عالم سوز فلک سیر سے روپے مانگ لاؤ - اور میرا رقعہ لئے جاؤ -
پیر خان - ٹھیک ہے -
مدادی - آیا جناب -
پیر خان - جاؤ اور بوتل گلاس لاؤ -
مدادی - لایا جناب -
سفیر جاہ - مہربانی بھائی فلک سیر - پیر خاں کی معرفت آج دو کام ہوگا کہ اکرام کے ساتھ فیروز کا کام تمام ہوگا سنا ہے - دونوں جھوٹے سکے بناتے ہیں - اگر یہ سچ ہے تو آپ ضرور بیچ میں آوینگے - پانچ ہزار ٹھہرے ہیں پچاس پیشگی مانگتے ہیں ابھی بھیجدو دیر نہ کرو حقیر سفیر جاہ -
عالم سوز - لیجئے دوستوں کی شادی - دشمنوں کی بربادی -

پیر خان۔ آمین اب آپ خدا را چھپ جایئے۔ اور منصوبے شکر جلد روپے لایئے۔
سفیر جاہ۔ بہتر۔
پیر خان۔ مداری۔
مداری۔ جی آیا حضور۔
پیر خان۔ جو شخص دالان میں بیٹھا ہے اسے بھیجدو۔
مداری۔ بہت خوب۔
عالم سوز۔ شراب غائب ہو گئی۔
پیر خان۔ جی ہاں حاضر کروں۔
عالم سوز۔ یقین کوئی آجائیگا۔
پیر خان۔ نثار۔ اگر آج سنگ ساز دل کو گرفتار کرا دو گے تو انعام اور معافی نامہ پاؤ گے۔ سرکاری گواہ بنائے جاؤ گے۔
نثار۔ حضور یہی سمجھئے کہ وہ گرفتار ہو چکے یا زندگی سے ہاتھ دھو چکے
پیر خان۔ بھیز بدل نہ جانا آدھی رات کو ضرور آنا۔
نثار۔ آپ سے بدل کے کہاں جاؤنگا۔ ضرور آؤنگا۔ مگر بھیس بدلئے ہیں خبردار رہنا کوئی تاڑ نہ جائے۔ ہوشیار رہنا اور دارج کی کل کھلی رکھونگا۔ جس سے سپاہیوں کو داخل ہونا آسان ہوگا
پیر خان۔ بہتر ہے بندگی۔
نثار۔ بندگی۔
پیر خان۔ جناب آپنے کیوں حضور سُنا۔
سفیر جاہ۔ جی ہاں خوب جال بچھا۔
مداری۔ سرکار ایک سوار آیا ہے۔
پیر خان۔ اچھا کھوتا ہوں۔ شاید حاکم نے بلایا ہے۔
سفیر جاہ۔ تو میں بھی جاتا ہوں۔

عالم سوز۔ شراب بہت عمدہ تھی۔
پیر خان۔ جی ہاں تھوڑی سی اور لیجئے۔
عالم سوز۔ نہیں جناب معاف کیجئے۔
پیر خان۔ آپ کی عدالت کی طرف سے جائیگی۔
شمشیر جاہ۔ جی ہاں چلئے۔
پیر خان۔ مہربانی (سب جاتے ہیں)
دیانت۔ بندہ لاکھ جال پھیلائے مگر خدا کبھی کسی کو ناحق نہ پھینسائیگا
اس کا نوشتہ اوس کے آئیگا۔ (جاتا ہے)
سوسن۔ دیانت دیانت کہاں چلدیا۔ اور پیارے تم نے کیا۔ ذرا سر بھی
نہ لیا۔ اس اس رستے پنچھی کو اب کون پائیگا۔ بہتر ہے کہ کسی
طرح ڈھونڈھ نکالو۔ جلدی شادی کرانا نہیں تو کہیں اور بھٹک
جائیگا۔ پھر ایسا رنگیلا ہاتھ نہ آئیگا (جاتی ہے)

باب دوسرا پردہ پانچواں

سرائے

جواہر خاں۔ ارے باقی سامان کہاں ہے۔
ہاشم۔ اس گھر کوٹھری میں آپ کا دھیان کہاں ہے۔
جواہر خان۔ نئی بیوی میں
ہاشم۔ آداد تو کیا آپ نے بیوی کر لی۔
جواہر خان۔ جی ہاں اس سال قسم بختی آگئی۔ لال بی بی کی اداؤں
پر طبیعت آگئی۔ چکنا چہرہ دیکھ لٹو ہو گئے۔ آیا خیال شریف میں
ہاشم۔ نہیں۔

جواہر خان۔ میاں جان شادی سے پہلے تو گھوڑا گاڑی جلوا
پو رہی جاتی خاطر داری اس اور بعد شادی تو تو میں میں ہی
ہی کہیں کہیں جھگڑا اتنا کھٹ کھٹ آیا خیال شریعت ہیں۔
ہاشم۔ خیر کچھ حکم۔
جواہر خان۔ جاؤ جلدی سواری تیار کراؤ۔ وہ بیاہی بلا اپنی ماں
کے گھر سے ابھی آئیگی۔ سواری تیار نہ پائیگی۔ تو طوفان مچائیگی
ہاشم۔ کیا خوب سبحان اللہ۔
جواہر خان۔ تو بکسی نے بیاہ کو بھی کیا کہا ہے سچ کہا ہے ؎

دانا ہو کر دیوانہ بن جانا ہو تو بیاہ کر
تیلی کے بیل سا چکر کھانا ہو تو بیاہ کر

(جاتا ہے نسترن و سوسن داخل ہوتی ہے)

نسترن۔ بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی بہت اچھی بات ہوئی۔
سوسن۔ ہاں بہن مگر بیوی سے بہت برا کیا۔
نسترن۔ کیوں کیا کیا۔
سوسن۔ شوہر کیا ہیں نگوڑی نہ ہوں ناتا شوہر کرتی نہ کلیجہ دل مرتی۔
نسترن۔ ٹھیر باولی نہ بنو۔
سوسن۔ ہاں بہن میں باولی بنی وہ تاج الملوک بنا ہیں دکا ولی بنی
نسترن۔ کیا وہ بیوفا نکلا۔
سوسن۔ نہیں ایسا نہیں مگر اس کے پاس پیار ہے۔ پیسہ نہیں۔
نسترن۔ مگر تمہارا چچا تو مالدار ہے۔
سوسن۔ چچا بڑا اینٹھیلا ہے۔ میرے خاوند کے نام سے جلتا ہے
جب میں دام محبت میں گرفتار ہوئی۔ شادی کا سوال چچا نے
گھر سے نکالدیا۔
نسترن۔ نکالدیا بہت برا کیا۔

سوسن ۔ میں نے کیا استادی کی ۔ میں اسے لے کر نکل آئی اور چچا سے چوری شادی کی ۔
نسترن ۔ ارے میرے اللہ ۔
سوسن ۔ ذلیل ہو گئی رسوا ہوئی محبت میں
نہ ہوئی تھی جو وہ ایذا محبت میں
خدا کسی پہ کسی دل کو محبت نہ کرے
کوئی کسی سے محبت کرے خدا نکرے
نسترن ۔ بہن میں یہاں اپنی ماسی سے ملنے کے لئے آئی ۔ مگر اس نے آنے میں بڑی دیر لگائی ۔ میں جاتی ہوں ۔ اسے بلا لاتی ہوں پھر ملونگی باتیں کرونگی ۔
جواہر خان ۔ چائے چائے آیا خیال شریف میں ۔ میرے لئے چائے پانی ۔ جورو کے لیے بریانی زعفرانی ۔
سوسن ۔ این یہ کون یہ تو میرا چچا تھن تکیہ بھی اسی کا ۔
جواہر خان ۔ ایسی عورت کا ستیاناس ہو چوڑیل اتنی دیر لگائے تو میرا جی کیوں نہ اوداس ہو (دیکھکر) ارے یہ کون ۔
سوسن ۔ اب چھپانا دشوار ہے ۔ اور میرے مہربان چچا جان آپ ملے تو گویا خدا ملا ۔ نہ ملتے تو اچھا تھا ۔
جواہر خان ۔ او ہو بھتجی میری بچی مہینوں بعد ملی بڑی خوشی ہوئی ۔ بے وقت کی شہنائی یہاں کہاں آئی ۔
سوسن ۔ اب کیا کروں اپنی شادی کا حال انہیں بتا دوں ۔
جواہر خان ۔ اب کیا کروں بڑھاپے کی شادی کا حال انہیں بتا دوں
سوسن ۔ اب بے کہے چارہ ہی نہیں ۔
جواہر خان ۔ نہ کہوں تو چھٹکارا بھی نہیں ۔
سوسن ۔ ہاں بیٹی ۔

جواہر خاں۔ ارے ہاں بیٹی۔

سوسن۔ ہم نے کہا شادی۔ جواب جانچ سمجھکر کرنا چاہیئے۔ کیوں یہ ٹھیک ہے نا۔

جواہر خاں۔ ہاں بیٹیا مگر کوئی موقعہ ایسا بھی آجاتا کہ چوری چھپے بھی نکاح پڑھا لیا جاتا ہے۔

سوسن۔ بیشک چچا جی آپ کا کہنا راست ہے

جواہر خاں۔ بس اب چھپانا ضرور نہیں۔ جو ردکرنا کوئی قصور نہیں بیٹی سوسن یہ ہے کہ جب تو مجھ سے الگ ہوئی تو ہمارے کلیجہ کیوں کانپتا ہے۔

سوسن۔ چچا جان جب میں آپ سے الگ ہوئی تو پھر ارے دل کیوں ہانپتا ہے۔

جواہر خاں۔ تو میں نے خانہ آبادی کرلی۔

سوسن۔ اور میں نے بھی شادی کرلی۔

جواہر خاں۔ تو نے کس سے نہ رو میں تو نہیں روتا تو کیوں روتی ہے ایک دن آخر گھر کرنے ضرور ہے۔ زمانے کا یہی دستور ہے۔ اچھا کس سے نکاح کیا کوئی مالدار ہے۔

سوسن۔ مالدار تو نہیں مگر محبت کا پتلا ہے۔

جواہر خاں۔ پیار کا پتلا زر چاہیئے نہ وقار چاہیئے۔ تم کمبخت کو تو بس پیار چاہیئے۔ اچھا کوئی گھر انیدار ہے۔

سوسن۔ جی ہاں۔

جواہر خاں۔ اس کا نام۔

سوسن۔ دیانت۔

جواہر خاں۔ کون دیانت وہ بے لیاقت عالم سوز و کبیل کا چچازادہ

سوسن۔ کوئی بات بتاؤں باتوں میں اڑا اوں چچا جان یہ وہ دیانت نہیں

یہ تو اور ہے۔

جواہر خان - اچھا چھیلا بتلا اس سیالاس کا تھیلا تو نہیں ہے۔

سوسن - ذرا نہیں ۔

جواہر خان - کس دن شادی کی۔

سوسن - سنیچر کے دن ۔

جواہر خان - سنیچر کے دن جب ہی تیرے سر پہ سنیچر سوار ہے ارے ناداں سنیچر اپنے گھرانے میں ناسزاوار ہے۔ اور یہ بتا شادی کس جگہ ہوئی۔

سوسن - ایک امیر کے محل میں شادی ہوئی اور بعد شادی چار کالے گھوڑوں کی گاڑی میں بیٹھکر سسرال گئی۔

جواہر خان - ادہو چار گھوڑے کہاں سے آئے ۔

سوسن - میرے میاں کہیں سے مانگ لائے۔

جواہر خان - کہاں ہے تیرا خاوند بلا مجھے دکھا۔ اگر مجھے پسند آگیا تو تیرا قصور معاف کیا جاتا ہے۔ آپا خیال شریف ہیں۔

سوسن - اور شکل اب بلاؤں کیسے اور دکھاؤں کیسے۔ چچا جان وہ تو یہاں نہیں ہیں۔

جواہر خان - نہیں ہے تو کیا تو یہاں اکیلی آئی۔ جوان عورت اور تنہائی کیسا خاوند ہے۔ جو تجھے اکیلی آنے دیا۔

سوسن - میرے ساتھ آئے ہیں۔ کہیں کام گئے ہیں۔ ابھی آئینگے۔ مجھے درگاہ لیجائینگے ۔

جواہر خان - آدھے میں یہاں رہونگا۔ جب تیرا خاوند آوے فوراً دکھا کر خاطر جمع کرا۔ ہاشم بھائی میری بیوی آئی ہے۔

ہاشم - کون ؟

جواہر خان - میری بیوی آپا خیال شریف ہیں۔

سوسن ۔ یا خدا اب کیا کروں ایک خاوند کہاں سے پاؤں اور چچا کو دکھاؤں اور اپنا پیچھا چھوڑاؤں۔

اشرف ۔ (آتا ہے) مروت کا خانہ خراب ۔ خیر خواہی جان کا عذاب مروت کا مارا بھٹکتا آوارہ شہناز کا لکا جنا ہے کہاں کہاں ڈھونڈ مارا مگر ہر کوشش میں ہارا نہ بتہ پایا نہ اشارہ اگر میری کوشش سے بیچارہ نکا کام ہوتا تو آہ میرا بڑا نام ہوتا۔

سوسن ۔ او ہو کوئی دل سوز غم خوار پیارے دکھ کا شریک ہوا رہے۔

اشرف ۔ ارے ارے جہاں سیر نہ مرتے تو آج نسترن سے شادی کرکے میں بھی شاد ہوتا۔ اور میرا سونا گھر آباد ہوتا۔

سوسن ۔ شادی کا بھی طلبگار ہے ۔ بس اس کو ملا لینا سزاوار ہے جناب ۔ حضرت ۔

اشرف ۔ او بیگم آداب آہا کیا گال ہے گویا گلاب۔

سوسن ۔ بجا آپ آپ زبان کھلتی نہیں کروں کیا اپنا سر صاحب آپ سے ایک نئی طرح کا سوال ہے۔

اشرف ۔ تو فرمایئے نہ کیا حال ہے ۔ اس کی نگاہ تو بے طور ہے ۔ کیا کچھ حیا کا طور ہے۔

سوسن ۔ عجب طرح کی بات کیا کہیئے۔

اشرف ۔ اجی نہ شرمایئے ماجرا کہیئے۔

سوسن ۔ کیا کہوں آخر آپ سنکر کیا سنیئے گا۔

اشرف ۔ اجی میں بھی تو سنوں آخر کیا ہے ۔ کچھ عشق کی کارسازی ہے شاید محبت کی محبت بازی ہے۔

سوسن ۔ ہاں آپ کی آنکھوں میں ۔

اشرف ۔ ہاں میری آنکھوں میں مونہی ہے ۔ ضرور دیوانی بنی ہے۔

سوسن ۔ آپ کے چہرے پر۔

اشرف۔ نمک ہے تو یہ نہ نمک ہے۔ نہ چمک ہے۔ بیشک عشق کی جھلک ہے۔
سوسن۔ آپ سمجھئے نہیں غرض یہ ہے کہ آپ کی آنکھوں میں مروت آپکے چہرے پر شرافت پائی جاتی ہے۔
اشرف۔ ہاں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ اتنا نمک مرچ لگاتی ہو۔
سوسن۔ بھلا آپ میرے کیا کیوں کچھ کہا نہیں جاتا۔
اشرف۔ اجی آپ کہہ ڈالیئے اب مجھ سے رہا نہیں جاتا۔
سوسن۔ لو صاحب اب میں جی کڑا کرکے کہہ دیتی ہوں۔ میں ایک وہ چاہتی ہوں۔
اشرف۔ آپ چاہتی ہیں۔ مگر کسے کوئی یار۔ دلدار کس کا نصیب جاگا کس پر دل آیا۔
سوسن۔ میں چاہتی ہوں ایک خاوند۔
اشرف۔ خاوند ارررر اس میں کونسی نئی بات ہے۔ خاوند کہیں تمہارے پر نہیں آتا۔
سوسن۔ مگر میں چاہتی ہوں شادی۔
اشرف۔ شادی اے لو اس نے تو صاف سُنا دی ضرور مجھ پر ہی مرنے لگی۔
سوسن۔ اجی جناب یہ شادی شادی نہیں فقط مسخری ہوگی۔
اشرف۔ یعنے شادی اور مسخری یہ کیا دل لگی۔
سوسن۔ جی ہاں میری تمنا ہے کہ آپ میرے شوہر۔
اشرف۔ ہاں سمجھ گیا۔
سوسن۔ کیا سمجھے میں کون ہوں جانتے ہو میں بیاہی ہوں۔
اشرف۔ بیاہی ہوں اور پھر بیاہ چاہتی ہو۔ خاوند پر خاوند چاہتی ہو۔

سوسن ۔ ہاں ۔

اشرف ۔ ہاں واہ رے ڈھٹائی کیسی بیاہی کیا آپس میں لڑاؤگی سر کٹواؤگی ۔

سوسن ۔ نہیں جی خاوند تو میں کر چکی ہوں ۔ مگر ایک سب سے آدھے گھنٹے تک خاوند بن جایئے ۔ میرا بگڑا کام بنایئے ۔

اشرف ۔ آدھے گھنٹے تک میاں نکھٹو ۔ خاوند جورو بابھاڑے کے ٹٹو آتا عورت تو پری کا ہے ۔ جن کی پھیری ہے ۔ جو دیکھے لوٹ ہو جائے ۔ بھوبی یہ کیا اسرار ہے ۔ آدھے گھنٹے کے بدلے حکم تو بندہ ساری عمر کو تیار ہے ۔

سوسن ۔ نہیں فقط آدھے گھنٹے میں نے چچا سے چوری شادی کی ان کی دشمنی سے بیاہا اپنی بربادی کی آج بنے ناگہاں ملاقات ہوئی شادی کی بات ہوئی ۔ میں نے اصلی خاوند چھپایا ۔ دوسرے کا بتایا چچا اسے دیکھا چاہتے ہیں ۔ پھر کہیں جایا چاہتے ہیں ۔ اس لیے تمہیں دکھا کر ان کا غصہ مٹاؤنگی ۔ پھر ان کا سہارا پاؤنگی اس وقت میرے کام آؤ ۔ اور نقلی خاوند بن جاؤ ۔ اللہ مجھے اس دکھ سے بچائے ۔

اشرف ۔ میں نقلی شوہر بنوں تو اور جو اصلی آجائے میری کندی بنائے اور ملیدہ کھلائے تو ۔

سوسن ۔ خدا چاہے تو وہ ابھی نہیں آئے گا ۔ جب تک میرا کام نہ ہو جائے گا ۔

اشرف ۔ اچھا تمہارے حال پر مجھے رحم آتا ہے ۔ پرایا دکھ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا ہے ۔ ساڑھے تین بجے ہیں ۔ ساڑھے بجے کتوا ساڑھے تین کے بعد بیاہے اور پھر چار بجے آن بیاہے کے آن بیاہے خیر بھوبی حاضر ہوں ۔ ذرا تکلیف اوٹھاؤنگا ۔ تیز

منٹ کا خاوند بنجاؤنگا۔

سوسن۔ مگر دیکھو خوب ثابت قدم رہنا چچا کے آگے ان کی جیسی کہنا

اشرف۔ ٹھیک۔

سوسن۔ ٹھیک نہیں سوگند کھاؤ کہ جب تک آدھا گھنٹہ نہ گذر جائے جی جائے۔ مرجلے مگر تمہاری بات میں فرق نہ آئے۔

اشرف۔ بیوی بات سے پھرنا کمینے کا کام ہے۔ بندہ تیس منٹ اب آپ کا غلام بیدام ہے۔

سوسن۔ بس بس میرا جی مان گیا۔

اشرف۔ ہائے ہائے ایسی پر بیزاد بیوی ہو فقط آدھے گھنٹے کی شادی ہو تو آؤ ہاتھ لاؤ کیوں ایسی راہ چلتی بیوی کیا۔ ہر ایک کو مل جاتی ہے۔ جو بڑا نصیب کا دھنی ہو اس کے ہاتھ آتی ہے۔ کیا چقندر سا گال ہے۔ گویا بلور کے شیشے میں لوچ دابئن لال لال ہے۔ معاف کرنا اب یہ میرا مال ہے۔

سوسن۔ کیسے اشراف ہو کیا شرم و حیا بھول گئے۔

اشرف۔ تجھ سا بت سامنے آیا تو خدا بھول گئے۔

گانا

گوری گوری موری جان پیاری گرو الگا متوا ملار جاؤ۔
چوری چوری موری جان پیاری گروا لگا متوا ملار جاؤ۔
گوری گوری موری جان موہے نہ ستا موہے نہ ستا مل کر
مل کر چوم چاٹ۔ گوری گوری موری جان۔

سوسن۔ اجی ذرا حیا کرو خدا سے ڈرو۔

اشرف۔ اجی میں تو اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ تیس منٹ کو آپ کا خاوند ہو گیا ہوں۔ ارے کیوں ہٹی جاتی ہو ناحق میرا قیمتی وقت گنواتی ہو بوسے دلاؤ ذرا لو ہنسی کراؤ۔

سوسن۔ صاحب یہ کیا رنگ لاتے ہو۔ مجھے بیچ میں لاتے ہو ناحق ستاتے ہو۔ اشرافوں کا یہ کام نہیں۔
اشرف۔ اپنی بیوی کو چومنا کیا لچپن ہے۔ حرام ہے بوسے بازی سے خدا راضی۔
سوسن۔ تم کوئی اصلی شوہر ہو۔
اشرف۔ شوہر ہو وے تو اصلی کیا اور نقلی کیا۔
جواہر خان۔ (اندر سے) ہا ستم۔
اشرف۔ ارے یہ کون بولا۔
سوسن۔ چپ رہو یہ میرا چچا ہے خوب ہشیار رہنا جو کہنا اس کے جی کی کہنا۔ چلو پیارے جلد درگاہ چلو دیر نہ کرو۔
اشرف۔ تم تو ناحق کا خرچ کراتی ہو۔
سوسن۔ جاؤ تم تو ہمیشہ پیسے کو رویا کرتے ہو۔
اشرف۔ پیاری پیسہ بری چیز ہے۔ جو اس کی قدر جانے وہی باتمیز ہے۔ کل کو تمہارے بیٹا ہو۔ اُس کا جلسہ ہو۔ شادی ہو۔ میت ہو بربادی ہو۔ تجا ہو۔ حجام ہو پیسہ نہ ہو تو ہوش گم ہو۔
(جواہر خان آتا ہے)
سوسن۔ چچا جی یہ میرا شوہر ہے۔
جواہر خان۔ میاں تم کچھ میری پہچان میں آتے ہیں۔ ایک بیر نے تمہیں کہیں دیکھا ہے۔
اشرف۔ شہناز کے گھر میں دیکھا تھا۔
جواہر خان۔ اور دوسری دفعہ۔
اشرف۔ راستے میں کاتب کے ساتھ ملا تھا۔
جواہر خان۔ آدمی تو بھلا مانس نظر آتا ہے۔ آنکھیں بھی نہیں ملاتا ہے۔ تم سے ملکر میں خوش ہوا۔

اشرف۔ بے شک خوش ہونیکی بات ہے۔ کیونکہ میری سچی ذات ہے میں نہ دغاباز نہ نٹ کھٹ سیدھا سادھا بھولا بھالا۔ اب کیا کہوں جو منہ میں آئے سو بکوں۔ اور تمیں منٹ پورا کروں۔ جناب الٹے لاحول ولا آپ سرکئے سے برا تو نہیں مناتے۔ واللہ ایمان سے کہنا۔

جواہر خان۔ اس میں برا ماننا کیا ہے۔ تم داماد ہو۔ میرا اور تمہارا رشتہ ہے۔

اشرف۔ جناب آپ میری بیوی کو تو بخوبی جانتے ہونگے۔

جواہر خان۔ میری بھتیجی اور میں نہ جانوں۔

اشرف۔ آپ کو میری شادی کا حال سنکر بڑا تعجب ہوا ہوگا۔

جواہر خان۔ البتہ شادی کرلی مجھے خبر تک نہ دی۔

اشرف۔ میں نے اب جورو کا نام کیا کہوں۔ خیر کچھ بھی دھر گھٹیوں روشن سے آپ کی اجازت لینے کو کہا تھا۔ مگر یہ بھول گئی ہوگی۔ اور میں بھی بھول گیا۔

جواہر خان۔ روشن تمہاری بیوی کا نام تو سوسن ہے۔

اشرف۔ جناب یہ تو دنیا جانتی ہے۔ اور میں نہ جانوں اس کی صورت نورانی ہے۔ اور سیرت لاثانی ہے۔ اس لئے میں نے سوسن نام بدل کے روشن رکھا ہے۔ یہ بندہ اشرف کیا کچھ کم ہے۔

جواہر خان۔ اشرف تمہارا نام تو سوسن نے مجھے دیانت بتایا تھا اور تم کہتے ہو اشرف۔

اشرف۔ جی ہاں اشرف میرا نام مگر جب ذرا ایماندار ہوں۔ اس لئے یہ دیانت پکارتی ہے۔

جواہر خان۔ اچھا مگر اشرف تم نے برا کیا کہ سوسن نام بدل دیا۔

یہ نام اس کی ماں نے رکھا تھا۔
اشرف۔ میں نے اس کی ماں سے پوچھ لیا تھا۔
جواہر خاں۔ اس کی ماں تو آج دس برس ہوئے مرگئی۔
اشرف۔ دس کیا بلکہ ساڑھے دس۔
جواہر خاں۔ تو پھر ماں سے کیونکر پوچھا۔
اشرف۔ ایک رات خواب میں بات چیت ہوئی۔
جواہر خاں۔ سوسن کا رد شن کیسا انوکھا۔
اشرف۔ جناب ایک انوکھی بات آپ مجھ سے سنئے جس باغ میں میری شادی ہوئی۔ اور بات ٹھہری اس باغ کا نام گیی گارڈن اور اس باغ میں ایک چوگان ہے اسے چکرا خان کا چوگان کہتے ہیں کیا انوکھا ہے۔
جواہر خاں۔ سوسن تو باغ کہتی تھی کہ شادی کسی محل میں ہوئی تھی۔
اشرف۔ جی ہاں محل میں باغ کے بیچ بیچ جو محل ہے اس میں۔
جواہر خاں۔ ٹھیک بھلا وہ گیی گارڈن اور چکرام چوک کیطرف ہے
اشرف۔ مرلی صاحب نالیا پور کی طرف۔
جواہر خاں۔ نالیا پور۔
اشرف۔ جی ہاں نقاس گنج کے پاس۔
جواہر خاں۔ خیر مگر شادی ہوئی تو دھوم سے کچھ ناموسی تو نہیں ہوئی تھی۔
اشرف۔ ذرا نہیں شادی تو ایسی ہوئی کہ شہر بھر میں واہ واہ ہوگئی تھی۔
جواہر خاں۔ بھلا برات کیسی نکلی۔
اشرف۔ جناب برات تو ایسی نکلی کہ کبھی دیکھی نہ بھالی۔ کہیں سے ہاتھی۔ کہیں جوڑے۔ کہیں سے تو ڑے باغ باڑی رتھ گاڑی

باجا گاجا دلھن رانی دولھا راجہ۔

جواہر خان۔ ہاتھی آئے تھے۔

اشرف۔ کوئی پچاس بتیس پڑا اچنبا کیا تھا کہ ایک ہاتھی فقط ہاتھ کا تھا

جواہر خان۔ ہاتھ بھر کا ہاتھی

اشرف۔ جی ہاں اسی روز پیدا ہوا۔ اور اسی روز برات میں آیا

جواہر خان۔ باجے گاجے کیسے تھے۔

اشرف۔ جی ہاں ڈھول تاشہ شہنائی اور بینڈ بھی آیا تھا۔ لئے میں کوئی ساڑھے سات روپے روز پر لایا۔

جواہر خان۔ واہ واہ بہت اچھا بہت اچھا لوگ بہت خوش ہوئے ہونگے۔

اشرف۔ بہت۔

جواہر خان۔ روشنی کیسی ہوئی۔

اشرف۔ رات کا گویا دن بن گیا تھا۔

جواہر خان۔ اور ناچ۔

اشرف۔ چار طایفے آئے تھے۔ رامابائی۔ موتی جان۔ عیدو جان۔ لطفن جان۔ گلو جان۔ اور ہیرو جان۔

جواہر خان۔ اے واہ آتشبازی کیسی تھی۔

اشرف۔ آتشبازی کی تو نہ پوچھئے۔ مہتاب نے خورشید کو دبا لیا اور گنج ستاروں نے تاروں کو چھپا دیا۔ چرخ نے چرخ چنبری کو چکرا دیا۔ اور چھچھوندر نے کتنے کو چکرم بنا دیا۔

جواہر خان۔ بھلا برات نکلی تو دولہا دولہن کی گاڑی کیسی تھی۔

اشرف۔ دولہا دولہن کی گاڑی اب کیا بتاؤں۔

سوسن۔ کیا پالکی گاڑی میں۔

جواہر خان۔ گھوڑے کیسے تھے۔

اشرف ۔ خوبصورت گھوڑوں کی جوڑی تھی۔

جواہر خان ۔ جوڑی ۔ سوسن تو کہتی تھی کہ چار گھوڑوں کی گاڑی تھی۔

اشرف ۔ ہاں سوسن نے سچ کہا ہے کیونکہ ایک جوڑی آگے تھی۔ ایک پیچھے چار ہو وے نہ مگر چاروں گھوڑے ایسے سفید تھے جیسے بگلے کا پر۔

جواہر خان ۔ سفید سوسن تو کہتی تھی کہ گھوڑے کالے تھے۔

اشرف ۔ کالے صاحب یہ تو پردا ڈالے گھونگٹ نکالے دلہن بنی بیٹھی تھی۔ اندھیری رات میں اسے کیا خبر گھوڑے سفید تھے یا کالے اتنے دنوں میں یہ ہی ایک بات اس کی جھوٹی نکلی۔

جواہر خان ۔ بڑی احمق ہے میں خوب جانتا ہوں۔

اشرف ۔ بڑی یہ بات میں بھی جانتا ہوں۔

جواہر خان ۔ دیانت عالم سوز سے بدل گیا۔ یہ اوس کی الفت میں اندھی ہوئی۔ مگر تم سے شادی کر لی۔ تو مجھے بڑی خوشی ہوئی

اشرف ۔ شاسرجی کیا فرماتے ہیں۔ جناب اس کا قصور معاف کیجیے۔ اسے سہارا دیجئے۔ میرا کہا مان لیجئے۔

جواہر خان ۔ بیٹا تجھے پاکر میں بڑا خوش ہوا۔ اس لئے اس کا قصور معاف کیا۔ ابھی یہاں سے نہ نکلنا۔ درگاہ چلنا ہو تو میرے ساتھ چلنا۔ (جاتا ہے)

اشرف ۔ ابھی تک تو خیر ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ دیکھا بڈھے کو کیسی پٹی پڑھائی۔ چلو دیر نہ کرو اور ایک بوسہ دیدو۔

سوسن ۔
مٹا دو صفحۂ دل سے نشان بوسے کا
خیالِ خام سمجھ لو گمان بوسے کا

اشرف ۔
سوال رد نہ کرو میری جان بوسے کا
گدائے حسن ہوں دل اوداان بوسے کا

اجی نہ کرو اور دیکھو پاؤ گھنٹہ گذر گیا صرف پاؤ گھنٹہ رہا
ابھی تک نہ بغلگیری نہ بوسہ۔ پھر ایسی شادی کا بھروسہ
اررر پھر چچا آئے۔
سوسن۔ ہاں ہاں یہ کیا ظلم۔
جواہر خان۔ (اندر سے) بیٹی کیوں چلاتی ہو۔ میاں کہا کر چل
گئے رہا کر۔
اشرف۔ سُنا میاں کا کہا کر اری بندی ذرہ خیال کر آیا کیا بوسہ
ہے گویا بنارس کا سموسہ ہے۔ مگر اصل خاوند دیکھ لے۔ تو
مزا ہو جائے۔ سموسے کے بدلے ملیدہ کھلائے۔
جواہر خان۔ (آتا ہے) بیٹا اشرف میری بھتیجی نے میری کا کہا
تم سے کیا کہا تھا
اشرف۔ مجھے خیال نہیں۔
جواہر خان۔ میں نے خانہ آبادی کر لی۔ لال بی بی پٹھانی سے
شادی کر لی۔
اشرف۔ لال بی بی پٹھانی سے۔
جواہر خان۔ ہاں وہ مرغی محلے والی۔
اشرف۔ (گبراہٹ میں) ہاں وہ مرغی داغی والی۔
جواہر خان۔ چپ نادان ساس کو مرغی والی کہتا ہے۔
اشرف۔ بے آدبی معاف جناب۔ لال بی بی تمہاری چچی اور
میری ساس۔
سوسن۔ تمہاری ساس۔
اشرف۔ ہاں لال بی بی نسترن کی ماں ہوتی ہے۔ اور نسترن سے
میری شادی ہونے والی ہے۔ بس اب مجھے اجازت دو
اس کار خیر سے ہرگز نہ روکو۔

لال۔ (اندر سے) نسترن یہاں آؤ نہ شرماؤ۔

جواہر خان۔ سوسن بھی آتی ہے۔

سوسن۔ ساتھ اپنی بھانجی نسترن کو لاتی ہے۔

جواہر خان۔ ہاں بھانجی ساتھ ہے۔ مزیدار ملاقات ہے۔

اشرف۔ نسترن ساتھ ہے۔ بگڑی بات جانا ہوں۔ لیجئے سلام اور جھگڑا اتمام۔

سوسن۔ ٹھیرو اپنا وعدہ پورا کرو۔

اشرف۔ وعدہ ختم ہیں ڈالو اب میری آبرو سنبھالو اور چار بیں ابھی دس منٹ باقی ہیں۔ باقی شادی نے کی برباد ی۔

(لال بی بی نسترن کے ساتھ آتی ہے)

جواہر خان۔ جانم بڑی دیر لگائی۔

لال بی بی۔ دوڑی ہوئی تو آئی۔ یہ کون۔

جواہر خان۔ وہی میری بھتیجی جیتی ہے۔

لال بی بی۔ جیتی رہو اچھی تو ہو۔

سوسن۔ دعا کرتی ہوں۔

اشرف۔ دفعہ ہو نیکی۔

لال بی بی۔ یہ میری بھانجی میاں اشرف خان کی نسبتی بیوی۔

نسترن۔ اشرف کے دیکھنے کو مہینوں سے جی ترستا ہے۔

لال بی بی۔ اداس نہ ہو جلدی دیدار پاؤ گی۔

اشرف۔ ابھی اس حال میں دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی۔

نسترن۔ دیدار پاؤں تو خوشی سے پھولی نہ سماؤں۔

اشرف۔ یہ کھو کر دیکھتے ہی منہ پھیلاؤں۔

جواہر خان۔ جانم یہ میری بھتیجی کا خاوند ہے بیٹیا سامنے آؤ نہ شرماؤ

اشرف۔ آئی کمبختی

نسترن۔ یہ شکل کچھ میری پہچانی نظر آتی ہے۔
اشرف۔ بی صاحبہ نسترن نے دیکھ لیا۔ اب جا بیدو۔
سوسن۔ نہیں میں منٹ سنا ہوگا۔ اقرار تک سب سہنا ہوگا۔
اشرف۔ اقرار خدا کی مار۔
لال بی۔ بھائی ادھر آؤ نہ شرماؤ۔
سوسن۔ جواب دو بولو۔
اشرف۔ کیا بولوں دم سرد ہے۔ اف دانت میں سخت درد ہے
جواہر خان۔ کیوں کیا ہوا خیر تو ہے۔ آواز کیوں دب گئی۔
اشرف۔ آواز کوئل کی تھی پر اب کو بیٹھا کی ہو گئی۔
لال بی۔ ان کا نام۔
جواہر خان۔ اشرف۔
نسترن۔ اشرف۔
لال بی۔ تم تو پورے اُلو ہو نہ رو بیٹیا ایسے کے لئے روتا یہ نسترن کا منگیتر ہے۔ مگر بڑا بدتر ہے۔ نسترن سے منگنی کی اور سوسن سے شادی کر لی۔
جواہر خان۔ ایسا بدشعار اس پر خدا کی مار۔
اشرف۔ اب مزا ہے۔
نسترن۔ بس آج سے ہیں اس کی شریک سہیلی۔
اشرف۔ اور مزا ہوا۔
سوسن۔ اب میں بھی روؤں ڈھونگ رچاؤں۔ سوتیا ڈاہ دکھاؤں یہ چھلانی اس سے منگنی اور مجھ سے شادی۔
نسترن۔ دغا باز ایک کو سائی ایک بد معاش۔
لال بی۔ نہ رو بیٹیا میرا جی جلتا ہے۔
اشرف۔ اور میرا اچھلتا ہے۔ بس رہ نہیں جانا۔ میں خود حال بتادونگا

میری نسترن ہاتھ سے گئی تو میں ستم مچاؤنگا - اب جناب اے جناب فریبی گرگٹ یا مکار کی پڑ یا نے پاک اشرف کے نام پر داغ لگا رکھا ہے مجھے جھوٹے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ چار سو پانچ منٹ کیسا جھنجٹ۔

جواہر خان - دغاباز جعلساز اب کچھ زیادہ کہا تو تیری شیخی نکالدونگا غارت کردونگا۔ نسترن سے منگنی اور سوسن سے شادی کرے۔ خانہ خراب یہ کیسا بربادی۔

سوسن - چچا ٹھیریئے غضب نہ کیجیے - یہ بیچارہ بدنصیب مگر میرا خاوند بنا ہے!

اشرف - فقط ڈھائی منٹ۔

جواہر خان - اس بدمعاش پر رحم کھاتی ہے - جس نے اس بیچاری کو پھنسا کر چھوڑ دیا۔

سوسن - چچا معاف فرماؤ بیچارہ بھولا بھالا سیدھا سادھا ہے اسے ہرگز نہ ستاؤ۔

اشرف - ہاں سوسن کو سمجھاؤ نسترن کو مناؤ - اور اشرف تیرے نام کو کوئی جانتا نہیں - مار مار ڈالو کوئی پوچھے تو کتنا تین منٹ خاوند بنے گذر گیا۔

دیانت - اندر ہے - خیر۔

جواہر خان - ارے یہ کیونکر آیا۔

سوسن - کون دیانت۔

دیانت - کیوں اشرف کیوں بیزار ہو - کچھ بیمار ہو۔

اشرف - بری قسمت بری عورت تین منٹ نقلی جورو کا اتنا عذار تو اصلی کا کیا حساب۔

دیانت - جورو کہاں ہے۔

اشرف - یہ یہاں ہے -
دیانت - یہ تو میری جورو یہ کیا گفتگو ارے تم کیا کہتے ہو تمہارے باپ نے بھی کبھی جورو کی تھی -
اشرف - نہیں میں زمین پھاڑ کے نکل آیا تھا -
دیانت - سوسن یہ کیا ماجرا ہے -
جواہر خان - بچاجی خوب جلو جلکے کوئلہ بنو اچھا ہوا کہ یہ تجھے نہیں بیاہی نہیں تو میں اُس کو مار ہی ڈالتا -
دیانت - اشرف جلد بولو جورو تمہاری کہ میری بولو نہیں تو خون کرونگا جان لونگا -
اشرف - ہٹ کر اللہ (گھنٹے کا بجنا) بجا دو - تین - چار - ہرے چار بجے میں شاد ہوا - قید سے آزاد ہوا - نہ کوئی جورو میری نہیں کسی سے بیاہا - میں اپنی نسترن کا منسوب ہوں - اور اوس کی چاہ کا مفتون ہوں - نہ کسی اور کا شیدا ہوں -
نسترن - ہٹو مجھسے الگ رہو -
دیانت - کیا یہ پاگل ہوا ہے -
جواہر خان - یہ کیا ماجرا ہے -
لال بی - عجب تماشہ ہے -
اشرف - بس اب غصے کا کام نہیں لاٹھی سونٹے کا کام نہیں آپ نے جب سوسن سے یارانہ بنایا تو اس نے ان کی جگہ مجھے دکھایا - مجھے بیچاری کے حال پر رحم آیا تھا - اور اوس کا مزا یہ پایا - اب ان کو درگذر کیجیے - انہیں معاف کیجیے -
سوسن - قسم کھاتی ہوں کہ اب حکم سے نہ ٹلونگی - بے مرضی نہ چلونگی -
دیانت - جناب جواہر خان صاحب عالم سوز کی نالایقی سے بہن نے اسے چھوڑا اس دغاباز سے منہ موڑا اور نہ میں سمجھا سادا ہو نہ ہنرا

ہوں۔ آپ کی تابعداری کا طلبگار ہوں۔
جواہر خان۔ اچھا جو یوں ہے تو میں بھی تمہارا مددگار ہوں۔
سوسن۔ آج سب کی مراد ملی اس پاک بے نیاز سے۔
اشرف۔ مگر یہ تماشہ کس سے ہوا اشرف زبان پرواز سے۔
جواہر خان۔ چلو اب درگاہ جائیں منت منائیں۔
(سب کا جانا)

باب دوسرا پردہ چھٹا

تہخانہ

(اسکے سازوں کا نظر آنا)

گانا

آہا ہیو ہیو ارغوانی۔ شراب لائے جوانی شراب لائے۔ جوانی شراب آہا۔ پری پیکر گلفام۔ بھری جواہر مدام مئے احمر کا جام زعفرانی شراب لائے جوانی شراب آہا۔

نثر

اکرام۔ فیروزا و داس کیوں بیٹھے ہو۔
فیروزہ۔ میں تمہاری نیک بختی پر بھولا۔ اگر اس شیطانی چال کا حال پہلے پاتا تو ساری خدائی کے لئے بھی کبھی اس جہنم خانے میں نہ آتا بس مجھ پر رحم کھاؤ خدا کے لئے مجھے اس قید سے نجات دلاؤ اور اپنی آبرو بچاؤ۔
اکرام۔ ہماری آبرو کا آفتاب مدت سے ڈوب چکا ہے۔
فیروزہ۔ تم سے ہماری نراس بھی توبہ اور پشیمانی کی کشتی میٹھ سلامتی

کے پا جاتے ہیں۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہوں۔ کہ اس پاپ کی ندی میں ڈوب مرنے سے پہلے کنارہ کر خود ہمارے یا اپنے واسطے نہیں تو اس پاک ذات نیک صفات دل افروز کے لیئے سدھر جاؤ۔

اکرام۔ آفرین تمہارے قیل وقال سے میں قائل ہوا آج سے میں راہ خدا پر مائل ہوا کل سے ضرور توبہ کرونگا۔

فیروز۔ خیر اگر صرف کل تک کی نیت ہے تو آج بندہ تمہارے ساتھ ہے۔

اکرام۔ خبردار۔

نثار۔ آدم اور نثار۔

اکرام۔ خفیہ لفظ۔

نثار۔ سر سبز۔

اکرام۔ کھول دو دروازہ آنے دو اسے۔ ایک نیا ساتھی ہے۔ آنے دو اسے اس کو اپنے رنگ میں کامل کرو۔ اس نئے ساتھی کو اب شامل کرو کون ضامن ہے وفاداری کا اس کے۔

نثار۔ میں نثار۔

اکرام۔ بس اسے معمولی طور سے جواب دو۔

نثار۔ دوزانو ہو کر۔

اکرام۔ تلوار بولو ہے۔ سوگند مجھکو خان کے ایمان کی۔

میر خان۔ دل سے۔

اکرام۔ گر دغا دوں اس جماعت سے ہوں فرار۔

میر خان۔ . . . . . .

اکرام۔ تو یہی تلوار ہو جائے میری چھاتی کے پار۔

میر خان۔ . . . .

نثار۔ آپ ہم سبھوں کے مرشد مہربان۔ آپ کا نام سلطان۔

اکرام۔ ہوا ہے۔ ایک بار مرید چلے دوسرے ساغر کا آج عید۔

سب کا گانا

واہ یہ مجلس روشن مے کا جام ۔ بھر بھر بھر بھر بھر بھر
ہو یہ بھلا پیکر حور اندام ۔ بھر بھر بھر بھر بھر ۔ بھر بھر ۔
حور یہاں صورت لا نام ۔ راحت پرور عشرت اور جلانے مے
آشام ۔ گوہر افشاں دل افروز ۔ جہر بان محنت سوز ۔ اس سے
ہم سارے غم کو حاصل ہوتا ہے ۔ آرام ۔ آرام ۔ آرام واہ ۔

نعرہ

نثار ۔ آدم اس کونے میں چھپ جاؤ ۔ اور اکرام پر گولی چلاؤ ۔ پھر فوراً باہر آ کر فیروز پر خون کی تہمت لگاؤ ۔ فیروز گرفتار ہو اور اکرام مارا جائیگا ۔ تو سفیر جاہ کا دونوں کا مقصد بر آئیں ۔ پھر بڑا انعام پائینگے اور مزے اڑائینگے ۔

(آدم اکرام پر گولی چلاتا ہے اور اکرام مرتا ہے)

اکرام ۔ آہ دغا ۔
فیروز ۔ ہائے یہ کیا نتیجہ ۔
پیر خان ۔ خون کس نے کیا ۔
نثار ۔ جی یہ طمنچہ یہ خونی ۔
فیروز ۔ کبھی نہیں میں نے فقط ڈرانے دھمکانے کو یہ طمنچہ اٹھایا ہے ۔ گولی کا وار دوسری طرف آیا ۔
پیر خان ۔ جھوٹ ۔
آدم ۔ اس نے طمنچہ چلایا میں نے دیکھا ۔
اکرام ۔ کبھی نہیں زنہار نہیں ۔ ہاں نثار آخر تو نے دھوکا دیا ۔
نثار ۔ جو اپنے دلی دوست کا وعدہ بھول جائیگا ۔ وہ یہی نتیجہ پائیگا ۔
اکرام ۔ فیروز خدا حافظ دل افروز کو دغا کرنا ۔ اس کا نگہبان رہنا ۔ آہ اللہ مرا ۔ اے خدا تو گواہ ۔

(اکرام مرجاتا ہے فیروز کو گرفتار کر کے لیجاتے ہیں)

ڈراپ سین

باب تیسرا پردہ پہلا

قید خانہ

گانا فیروز کا

میرے والی مولا تو ہے داتا۔ کوئی دن میں ہے تیرے در پہ آتا۔ میرے

دوہا۔ کلی کلی اس باغ کی کھل کر ہوئی نہال ٭ میں ہوں بنرے کی روش رہ گئے ہی پامال۔

میرے خدایا تیرے سوا کوئی میرا نہ رہا میرے والی۔

(دل افروز آتی ہے)

نثر

فیروز۔ کون دل افروز۔

دل افروز۔ ہائے ہائے پیارے فیروز۔

فیروز۔ تو یہاں کیونکر آئی۔

دل افروز۔ حاکم سے پروانہ لیکر آئی۔ گارد پر تلاشی دیکر آئی۔

فیروز۔ انور کہاں ہے۔

دل افروز۔ دیانت اور اشرف کی پناہ میں کہیں نہاں ہے

فیروز۔ وہ تو فلک سیر کے گھر تھا۔
دل افروز۔ وہاں اوس کی جان کا ڈر تھا۔
فیروز۔ یہ ناحق کا ہراس ہے۔ یاس میں بھی میں بھی آس ہے۔
دربان۔ بیوی وقت ہوگیا۔ اب جلیئے دیر نہ لگائیے۔
فیروز۔ پیاری جاؤ میرا غم نہ کھاؤ۔
دل افروز۔ نہیں تم سلامت رہو ایسی باتیں نہ کہو۔
دربان۔ بیوی وقت ہوگیا۔ اب جاؤ دیر نہ کرو۔
دل افروز۔ اچھا ابھی آتی ہوں۔ فیروز ناچاری میں جاتی ہوں۔
(داخل ہونا ہمایون کا)
فیروز۔ مجھے اس رسوائی بچاؤ۔ خدا گواہ ہے۔ میں بیگناہ ہوں۔
ہمایون۔ میں خوب آگاہ ہوں اسی لیئے آج تمہیں یہاں سے بھگالے جانے آیا ہوں۔ تمہارے قتل کا حکم ہوچکا ہے۔ جس کا شہرہ شہر بھر میں پھیل گیا ہے۔
آدھی رات کو جب سناٹا ہوجائے۔ پہرہ والا بھی سوجائے اس دیوار کو جو پرانی اور پھٹی ہوئی ہے۔ توڑ کر نکل آنا۔ اشرف اور دیانت دونوں باہر رہینگے۔ ان سے مل جانا
فیروز۔ بھائی اگر یہ ارادہ ہے۔ تو بندہ بسروچشم آمادہ ہے۔ ان کی بھلائی کے لیئے نکل چلونگا۔ اور اتنا کام کرکے اپنے کو پھر حاکموں کے حوالے کردونگا۔
ہمایون۔ پھر جو ہوگا سو دیکھا جائیگا۔ ابھی کہا مانوگے تو تمام کام راس آئے گا۔
داروغہ۔ کم نصیب قیدی صدر سے حکم آگیا۔ تمہارا قتل قرار پاگیا جلیئے جناب دروازہ بند ہوتا ہے۔
ہمایون۔ خدا حافظ فیروز خدا حافظ۔ (جاتا ہے)

(دیوار پھوڑتا ہے سنتری)
سنتری۔ تابع ہوا اسی آن۔
فیروز۔ تابع ہوں ہر دم۔

باب تیسرا پردہ دوسرا

مکان اشرف

(اشرف اور انور دونوں آتے ہیں)
اشرف۔ کیوں بیٹا مکتب سے ہو آئے۔
انور۔ جی بھائی کا کچھ پتہ لائے۔
اشرف۔ نہیں کہیں دیکھنے میں نہیں آئے۔
انور۔ اچھا آج میرا کہا مانو۔
اشرف۔ کیا فرماؤ۔
انور۔ قتل مجھے قتل کا تماشہ دکھاؤ۔
اشرف۔ بیٹا وہاں کوئی نہیں جانا پاتا ہے۔
انور۔ پھر ہزاروں لوگ کیوں جاتے ہیں۔
اشرف۔ فلک سیر دیکھینگے تو شاید پھر پکڑا منگائینگے۔
انور۔ نہیں نہیں کچھ بھی ہو ہم ضرور جائینگے۔
اشرف۔ اچھا میں بھیس بدل کے بھجواؤنگا۔
انور۔ بندگی۔ مہربانی۔
دیانت۔ (آتا ہے) اشرف پیر خاں والی سفیر کی تحریر جو میں نے چورا لایا تھا وہ تم نے غور سے دیکھی۔
اشرف۔ ہاں وہ تو میں نے ہر طرح سے دیکھی۔

دیانت ۔ میری سمجھ میں یہ تحریر اگر کوئی حاکم کو دکھائیگا۔ تو فیروز ضرور رہائی پائیگا۔

اشرف ۔ ہاں مگر بھائی ان زر داروں کے آگے ہم ناچاروں کا کیا بیش جائے گا۔

دیانت ۔ سچ ہے۔ لیکن سچا اپنے حق کا دعوےٰ کر سکتا ہے۔

اشرف ۔ کہو تو لے چلو دکھائیں۔

دیانت ۔ ہاں چارہ چلے تو اس بیگناہ کو بچائیں۔

(جاتے ہیں)

باب تیسرا پردہ تیسرا

قتل گاہ

فیروز ۔ یارب تیری رضا میں مجال بشر نہیں
زنہار تیری راہ میں راہ بسر کیگا سر نہیں

انور ۔ یہ تو میرے بھائی کی آواز ہے۔ اوسی کا انداز ہے۔

لڑکا ۔ چپ۔

فتح خان ۔ قیدی نثار مخبر پیر خاں سرکاری جاسوس اور جھوٹے سکے بنانے والے کی گواہی سے اکرام کے خون کے بدلے میں آج اسی جگہ قتل کیا جائیگا۔ اگر دنیا کا کوئی آخری ارمان ہو تو ظاہر کر۔

فیروز ۔ میرے بازو پر ایک تعویذ ہے۔ وہ مادر کی دی ہوئی چیز ہے وہ تعویذ بعد میرے چھوٹے بھائی انور کو پہنانا۔ اور اوس کو میری دعا کہنا۔

انور ۔ کون میرا بھائی۔ میرا ماں جایا۔

فیروز - انور تو یہاں کیسے آیا۔ تجھے کون لایا۔ حضور یہی میرا بھائی ہے۔
حکم ہو تو گلے لگاؤں اسے ڈھارس دوں۔
فتح خان - ریجے کو ملنے دو۔
انور - بھائی ہاتھ کیوں بند ھے ہیں۔ پاؤں کیا جڑے ہیں۔
فیروز - معصوم ہوں بے جرم ہوں پر کیا کروں بھائی۔
رک سکتی ہے کہیں سے جس دم کے ہے اجل آئی
حافظ ہے وہ دارین کا مختار تمہارا۔ صد شکر ہوا دار یہ دیدار تمہارا
انور - میں نہ جاؤنگا۔ میں یہیں رہونگا۔ اے لوگو دہائی ہے۔ میرا
کوئی نہیں یہی ایک بھائی ہے۔ آہ میرا دم گھٹا جاتا ہے۔
فیروز - صاحب جلد اپنا کام کرو۔ مجھے قتل کر کے میرا جھگڑا اتمام کرو
یہ ہوش میں آئیگا۔ تو پھر واویلا مچائیگا۔
فتح خان - اسے گھر پہنچادو۔ لڑکو تم میں سے کوئی ساتھ جاؤ۔
گھر بتادو۔
لڑکا - میں جاتا ہوں۔ بریگیٹ دو۔
فتح خان - تعمیل۔ ایک۔ دو۔

(اشرف آتا ہے)

اشرف - یہ خونی بیگناہ ہے۔ یہ تحریر گواہ ہے۔
عنایت - ارے یہ رنگ میں بھنگ کہاں سے آیا۔
عالم سوز - یہ کاغذ تو سفیر جاہ کا گمشدہ خط سا دکھائی دیتا ہے۔ یہ
کہاں سے پا گیا۔
فتح خان - امیر سفیر کے سکے سازوں کی گرفتاری کو ایسا لکھا تو
کچھ برا کیا۔
اشرف - نہیں تحریر میں پانچیرار کا جو اشارہ ہے۔ وہ رشوت
ورلے شہ کا جھگڑا مٹانے کا ایک سہارا ہے۔ اس لیے اس مقدمہ

کی دوبارہ تحقیقات کرنی چاہیے۔
دیانت۔ وہ دیکھیے سپاہی خود ہی آتا ہے۔ ابھی سب حال کھل جاتا ہے
سپاہی۔ خداوند یہ قیدی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ فوجدار صاحب نے اسے حضور میں بھیجا ہے۔
فتح خان۔ بیان کر کیا ہے۔
آدم۔ یہی کہ فیروز بیگناہ ہے۔ اکرام کا خون میں نے کیا تھا۔
فتح خان۔ تو نے۔
آدم۔ ہاں میں نے نثار مخبر کے پیر خان کے کہنے سے مجھے ہزار روپیہ دیا میں نے تہخانہ کے ایک کونے میں چھپکے گولی چلائی۔ اکرام کا خون کیا۔
فتح خان۔ نثار نے روپیہ دیا کس لیے۔
آدم۔ نثار اکرام کی بیٹی پہ عاشق تھا۔ اکرام کو اسے بیٹی دینے سے انکار تھا۔
فتح خان۔ اب تک تو کہاں تھا۔
آدم۔ نثار کے گھر پہاں تھا۔ آج یہ دونوں ملک الموت ہمارا ہمدم چھوڑنے آئے۔ میں نے انہیں ڈرانے کو طمنچہ لایا جھوٹ موٹ ان پہ چلایا۔ طمنچہ پھر انکلا۔ گولی بھولی سے نثار کو لگ گئی۔ اس نے جان گنوائی۔ میں اس سزا سے ہرگز نہ بچونگا۔ اس لیے دوسرے خون کا بوجھ اپنے سر لونگا۔
اشرف۔ وہ بہادر مرتے مرتے بھی بڑی ہمتا فی کی۔
فتح خان۔ اگر یہ میرا بیان پایدار ہے۔ تو پھر فیروز رہائی کا سزاوار ہے پھانسی موقوف کرو سب کو جیل میں لیجاؤ۔ اس مقدمے کی تجویز ثانی ہوگی۔ صدر عدالت کو خبر دیکر گھرائی ہوگی۔
اشرف۔ بے گناہ ہونے کا بول بالا۔

دیانت ۔ اور روسیاہ ہو لکا منہ کالا۔
سب ۔ ہرے ہرے ۔
عنایت ۔ یہ تو ارسے سہانا ہوا۔
عالم سوز ۔ جو ہوا اچھا ہوا کام بڑھا تو کمائی کا سہارا ہوا اور تدبیر کی جائیگی ۔ اور دولت ہاتھ آئیگی ۔

(جانا سب کا)

باب تیسرا پردہ چوتھا

مکان جہاں سیر کا

فلک سیر ۔ تمہاری تحریر اشرف دیانت نے کہاں سے پائی ۔
سفیر جاہ ۔ خدا جانے کیونکر ہاتھ آئی شاید عالم سوز نے نہیں پہچانی اور ابھی یاد آئی وہ تحریر میز پر رہ گئی تھی ۔ شاید وہاں سے گم ہوگئی
فلک سیر ۔ اسی تحریر نے کام خراب کیا ہے ۔
سفیر جاہ ۔ ہاں آدم نے گناہ قبول کرکے مقدمہ اور بگاڑ دیا ۔ بہت ہی برا ہوا ہے ۔
فلک سیر ۔ پھر اب ۔
سفیر جاہ ۔ اب وہی طریقہ جو میں نے بتایا ہے ۔ ابھی آنا ہوگا ۔ جواہر بزاز بلایا ہے ۔
عنایت ۔ جناب آج کئی دن سے برابر دودھ ملتا ہے نہ گھی ملتا ہے ایسی بیکاری سے کہیں جی لگتا ہے ۔
سفیر جاہ ۔ بے ادب گستاخ تو نے کیا ہمیں اپنا آسامی بنایا ہے ۔ باپ تیرے کھانے آیا ہے ۔

عنایت۔ صاحب اتنے دنوں کچھ اپنے مفت کھلایا ہے
سفیر جاہ۔ نہیں تو کیا تیرا ہم نے کچھ دینا تھا۔
عنایت۔ اتنے دن تمہارا خیر خواہ رہا نہیں تو ہیں دکھا دیتا کہ کیا گواہ تھا
سفیر جاہ۔ کیا ثبوت۔
عنایت۔ نکاحنامے سے ظاہر ہو جائیگا۔
سفیر جاہ۔ کہاں ہے نکاحنامہ۔
عنایت۔ کہیں ہو میرے سامنے لکھا گیا۔
سفیر جاہ۔ کہاں ہے لکھنے والا۔
عنایت۔ قاضی کے دفتر میں۔
سفیر جاہ۔ کہاں ہے قاضی لاؤ دکھاؤ سناؤ تو نے کہدیا۔ اور
میں نے مان لیا۔
عنایت۔ اچھا یہ کلام ہے تو میرا سلام ہے۔
فلک سیر۔ کیا کروں ہمایون بخار میں گرفتار ہے۔ میرا جی
بہت بیقرار ہے۔
سفیر جاہ۔ ہمایون بیمار ہے۔ تو کیا آرام پائیگا۔ مگر یہ آگ بڑھی تو
گھر جل جائیگا۔
جواہر خان۔ بندگی جناب۔
فلک سیر۔ خاں صاحب آیئے۔
جواہر خان۔ آپ بڑے اور ڈھیلے کھڑے واہ جناب مجھے اتنا نہ
سنز کیجئے۔ آیا خیال شریف میں۔
فلک سیر۔ خان صاحب آپ تو میرے گھرانے کے خیر خواہ ہیں۔
جواہر خان۔ عالیجاہ ہم سارے زمانے کے خیر خواہ ہیں۔
فلک سیر۔ وہ فیروز جو آپ کے گھر چند روز نوکر تھا یاد ہے۔
جواہر خان۔ جی ہاں اس کی بیبی نے وقت پر مدد نہ کی میرا دل سرمندہ ہے

اور ناشاد ہے۔

سفیر جاہ۔ خاں صاحب یہ فیروز ہماری آبرو چمن کا خار ہے۔ اس پر کوئی تہمت لگاؤ اور اس کو پھنسا دو۔ پانچہزار کا توڑا تمہاری نظر ہے۔ قبول کیجئے۔

جواہر خان۔ خداوند آپ کی نازبانی ہے۔ مگر مجھے اس کام سے معاف کیجئے۔ کیونکہ خدا کا ڈر ہے۔

سفیر جاہ۔ تو کیا آپ پانچہزار چھوڑ دینگے۔

جواہر خان۔ پانچہزار۔ تو کیا پانچ لاکھ بھی آپ دیں تو اسے پاپوش مار دینگے

نوکر۔ حضور ہمایوں کی حالت بہت ابتر ہے۔

فلک سیر۔ افسوس صد افسوس۔

جواہر خان۔ بیٹا مر رہا ہے۔ باپ فتور مچا رہا ہے۔ واہ رے دنیا۔

سفیر جاہ۔ چلو دیکھیں تو جواہر خان تم بیٹھو غور کرو تمہارے ہمارے رنج نہ ہو جائے۔ ایسا طور کرو۔

(آنا دل افروز کا)

دل افروز۔ کیوں بابا فیروز سلامت ہے۔

جواہر خان۔ ہاں ابھی تک باخیریت ہے۔

دل افروز۔ مجھے ذرا فیروز سے ملا دو۔

جواہر خان۔ کیا کیفیت ہے۔ تم پر کیا آفت ہے۔

دل افروز۔ میں فیروز کی جان نثار ہوں۔ یہاں مجھے چند بدمعاش اس سے ملانے کے بہانے سے پکڑ لائے ہیں۔ زبردستی گرفتار ہوں۔

جواہر خان۔ اچھا ابھی فیروز اور کوتوال کو بلاتا ہوں۔ مگر تم دو حرف لکھدو کہ فیروز کو یاد رہو۔

دل افروز۔ کاغذ کہاں سے لاؤں۔
جواہر خان۔ شاید میز کی دراز میں ہوں۔
(کاغذ دیتا ہے تو سہی یہ لکھو۔ نوشتہ دیکھکر)
دل افروز۔ یہ کیا۔
جواہر خان۔ ارے نکاحنامہ (فلک سیر و عالم سوز آتے ہیں)
دل افروز۔ ارے وہ آتے ہیں۔
سفیر جاہ۔ پھر غش آنے سے طبیعت مرجھائی تھی۔
عالم سوز۔ اور کیا ابھی جواب دیا۔ تھوڑا سا دودھ پیا۔
(فیروز کو کوتوال لیکر آتا ہے)
فیروز۔ کہاں ہے دل افروز۔ دل افروز۔
دل افروز۔ (دوڑکر) پیارے فیروز۔
سفیر جاہ۔ کون فیروز۔
جواہر خان۔ فیروز نہیں نواب فیروز جاہ یہ لو تمہارا دعوےٰ یہیں سے نکل آیا۔
فیروز۔ (لیکر) نکاحنامہ کہاں سے پایا۔
دل افروز۔ پیارے اس چور خانے سے ہاتھ آیا۔
اشرف۔ ارے بغل میں لڑکا اور شہر میں ڈھنڈورا۔
فیروز۔ شکر خدا چچا موں تو دیکھو ہمارے ماں باپ کا کہا سچا ہوا۔
کوتوال۔ نکاحنامہ تو سچا ہے۔ مہر اور دستخط ہے۔ گواہ عنایت اور اشرف ہے۔
اشرف۔ بندہ پرور سو چکے اتنے دن اب جاگئے۔
دیانت۔ گھر کا مالک آگیا اب دم دبا کے بھاگئے۔
عنایت۔ حضور مبارک آپ نے اپنا حق پایا میں نے جو کہا تھا وہ موقعہ خود بخود آیا۔

دیانت۔ تو پھر اتنے دن کہاں چھپے تھے۔
عنایت۔ اتنے دن مجھے ان لوگوں نے بیکار کھا تھا مگر اس کا مزا چکھا (ہمایون فیروز آتا ہے)
ہمایون۔ ابھی فیروزا بھی یہیں ہے خوشخبری پائی تو جان میں جان آئی بابا جان میں نے کیا کہا تھا چچا جان کا بیان جھوٹ تھا۔
فلک سیر۔ بیٹا یہ میری غفلت کا نتیجہ تھا بیٹا فیروز جاہ میری آنکھوں پر گمراہی کا پردہ پڑا تھا۔ آنکھوں کے آگے دھرا ہوا یہ لکا جنتا نظر نہ آتا تھا۔ اس چور خلنے کا پتہ میں نے خواب و خیال میں بھی آجتک نہ پایا تھا۔
سفیر جاہ۔ ہم دونوں کی غفلت تھی معاف کرو۔ غبار کینے سے اب دل کو اپنے صاف کرو۔
عالم سوز۔ ہوا باور کہ حق حقدار کو ملتا ہے معافی کے لئے بندہ بھی اپنا سر جھکاتا ہے۔
جواہر خان۔ ان کباب ارے نواب نے الو بنا رکھا تھا۔ دولت کے زور سے قاعدہ قانون بغل میں دبا رکھا تھا۔
دل افروز۔ کیا قاعدہ کسی کی بہو بیٹی بگڑا! لے کو کہتا ہے۔
فیروز۔ پیاری اکرام تمہارے منہ بولے باپ تھے۔ سگے باپ تو آپ بھی
دل افروز۔ میرے پدر! اور مجھ سے بے خبر۔
سفیر جاہ۔ بیٹی بیتا تجھ سے کنارے اور دور تھا۔ شرافت کے نشے میں چور تھا۔ تیری وفا شعار مادر کا میں گنہگار تھا۔
دل افروز۔ بس پدر بس۔
فیروز۔ خانصاحب اشرف اور دیانت آپ کا احسان میں کبھی نہ بھولوں گا۔

(سب ملکر مہربانی کہتے ہیں)

انور۔ جاؤ سب کو چھاتی سے لگاؤ۔

انور۔ چچا مجھ سے ملو۔

فلک سیر۔ بیٹیا شاد رہو۔

گل اندام۔ سلامت رہو آباد رہو۔

سفیر جاہ۔ ہر غم سے آزاد رہو۔

دل افروز۔ پیارے فیروز۔ آج کی خوشی میں نسترن کی شادی اشرف سے کی جائے۔

فیروز۔ بیشک کوئی اچھی ساعت دیکھکر دہوم دھام سے شادی کی جائے گی۔

اشرف۔ اب اس سے اچھی ساعت کونسی آئیگی۔ ابھی دلا دو۔ یہ لو ہاتھ ملا دو۔

سفیر جاہ۔ بیٹی آؤ تم بھی ہاتھ ملاؤ۔ مبارک رہے دن تا قیامت

سب۔ مبارک۔ مبارک۔ سلامت مبارک۔

تمت